اُس سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو انبیاء علیہم السلام کی طرف بے حیائی کے کام منسوب کرتا ہے مثلاً زنا کا ارادہ کرنا یا ایسی ہی باتیں جو حشویہ فرقہ کے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں کہتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ ایسا شخص کافر ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو گالی دیتا ہے اور اُنکی ہتک کرتا ہے۔

(۱۵) الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما العیاذ باللّٰہ فهو کافر (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۱)

رافضی جب شیخین کو نعوذ باللہ گالیاں دے اور اُن پر لعنت کرے تو وہ کافر ہے۔

(۱۶) ومن انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه فهو کافر علی قول بعضهم وقال بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذٰلك من انکر خلافة عمر رضی اللّٰہ عنه فی اصح الاقوال (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶)

جو شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے تو وہ بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض کے نزدیک وہ بدعت کا مرتکب ہے اور کافر نہیں ہے۔ اور صحیح فتویٰ یہی ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر بھی صحیح ترین قول کے رُو سے کافر ہے۔

(۱۷) من قال جن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یکفر ومن قال اغمی علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یکفر (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۳ صفحہ ۱۶۱)

جو شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جنون ہو گیا وہ کافر ہے اور جو شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی ہو گئی وہ کافر نہیں ہوتا۔

(۱۸) ولو قال رجل غیره کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یحب کذا بان قال مثلاً یحب القرع فقال ذالك الغیر انا لا احبه فهذا کفر (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶)

اگر ایک شخص دوسرے آدمی کو کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلاں چیز کو پسند فرماتے تھے مثلاً آپ کدو کو پسند فرماتے تھے اور وہ دوسرا آدمی کہے کہ میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ تو ایسا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(۱۹) رجل تزوج امرءة ولم یحضر الشهود قال خدا و رسول را گواه کردم او قال خدائے را و فرشتگان را گواه کردم گفت۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

یعنی ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرتا ہے اور گواہوں کو نہیں بُلاتا اور کہتا ہے کہ میں نے خدا اور فرشتوں کو گواہ بنایا تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۰) سئل عمن اسلم وھو فی دارنا بعد شھر سئل عن الصلوٰۃ الخمس فقال لا اعلم انّھا فرضت علیّ قال کفر (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

یعنی اُس سے ایک ایسے شخص کی نسبت سوال کیا گیا جس نے اسلام قبول کیا ہے اور وہ ہمارے مکان میں رہتا ہے اور ایک مہینہ کے بعد اُس سے پانچ نمازوں کے متعلق سوال کیا گیا اور اُس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ تو اُس نے فتویٰ دیا کہ ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۱) اذا قیل لرجل ادّ الزکوٰۃ فقال لا اؤدی یکفر (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

جب ایک شخص کو کہا جاوے کہ زکوٰۃ ادا کرو اور وہ جواب دے کہ میں نہیں ادا کروں گا تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۲) رجل قیل له طلاب العلم یمشون علی اجنحۃ الملٰئکۃ فقال ایں بارسے دروغ است کفر (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

یعنی ایک شخص سے اُسکو کہا گیا کہ طالبانِ علم فرشتوں کے پروں پر چلتے ہیں اور اُس نے جواب دیا کہ یہ بات یقیناً غلط ہے تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۳) واذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع فی ھذہ الحادثۃ کذا فقال من برسم کار می کنم نہ بشرع۔ یکفر عند بعض المشایخ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۴)

جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو کہا کہ فلاں معاملہ میں شریعت کا حکم اس طرح ہے اور اُس نے جواب دیا کہ میں اپنا کام رسم کے مطابق کروں گا نہ شریعت کے مطابق۔ تو ایسا شخص بعض مشایخ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔

(۲۴) من اتی بلفظۃ الکفر وھو لم یعلم انھا کفر الا انه اتی بھا عن اختیار یکفر عند عامۃ العلماء خلافاً للبعض ولا یعذر بالجھل (فتاویٰ عالمگیری

جلد ۳ صفحہ ۱۶۵)

جو شخص ایک کفر کا کلمہ بولے اور اُسے معلوم نہیں کہ یہ کفر کا کلمہ ہے مگر اُس نے یہ کلمہ اپنے اختیار سے بولا۔ تو ایسا شخص عام علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔ سوائے بعض علماء کے جو اس فتویٰ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور اُس کا عدمِ علم اُسکے لئے عذر نہیں بن سکتا۔

یہ مثالیں فتاویٰ کی کتابوں میں سے نقل کی گئی ہیں اور علماء کا فتویٰ ہے کہ ایسے آدمی کافر ہو جاتے ہیں۔ اب مولوی صاحب کیا فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کی نسبت۔ اگر مولوی صاحب کے

اصول پر عمل کیا جاوے کہ جو شخص اسلام کا مدعی ہو مگر علماء کے فتوی کے رو سے وہ کافر ہو جائے تو ایسے آدمی کا ضرور قتل کیا جائے۔ تو متذکرہ بالا مثالوں میں جن جن آدمیوں کا ذکر ہے ان سب کو قتل کیا جاوے۔ کیا مولوی صاحب کی ضمیر اس بات کا فتویٰ دیتی ہے کہ ایسے لوگ واجب القتل ہیں اور کیا مولوی صاحب سچے دل سے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ایسے لوگوں کے متعلق یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔

اعجاز القرآن

(نمبر ۲)

تحقیقِ اعجاز کا دوسرا معیار وہ اوصاف محمودہ ہیں جن سے متصف ہونیکا قرآن مجید مختلف پیرائے میں اعلان کرتا ہے۔ میں اب طوالت سے احتراز کی خاطر انکو بالاستیعاب بیان کرنے کی بجائے اختصاراً بیان کرکے بتاتا ہوں کہ آیا قرآنی اعجاز کا بلاغت وغیرہ یعنی کسی خاص جہت میں محدود ہونا معلوم ہوتا ہے یا کئی جہتوں پر وہ محیط ہے۔ میں نے پہلے ہی بتایا تھا کہ اعجاز کی تلاش و جستجو کے لئے کسی غیر مذکور خوبی کے تتبع و تفحص کی بجائے مذکورہ بالا محامد و محاسن ہی کو قرار دینا ایک طالب حق کے لئے زیادہ ضروری اور بہتر نتیجہ خیز ہوگا۔ قرآن مجید نے اپنی صفات میں سے ایک ایسی صفت کا اظہار ابتداء میں فرمایا ہے جو اصل و بنیاد ہونیکی وجہ سے اُم الصفات بلکہ سرچشمۂ صفات کہلا سکتی ہے اور وہ "الکتاب" ہے جیسے فرمایا ذالك الكتاب لاریب فیہ، یعنی یہی وہ کامل کتاب اور آخری آتشی شریعت ہے جو کتاب کی انتہائی کمالیت میں عرش رفعت پر پہنچنے کی وجہ سے اشارہ بعید کے ساتھ "وہ کتاب" کہلانیکا واحد مستحق اور ہر جہت سے مکمل ہونیکی وجہ سے افادہ حصر کے لئے مقام خبر میں بھی آل سے معرف ہو کر الکتاب کے لقب سے ملقب ہونیکا حقیقی سزاوار ہے۔ (۲) دوسری صفت ہدًی للمتقین، جعلناہ نوراً یھدی بہ من نشاء، ھدی ورحمۃ، بینات من الھدیٰ۔ یھدی الی الحق والی صراط مستقیم، یھدی الی صراط العزیز الحمید، یھدی للتی ھی اقوم (۳) یبشر المؤمنین، بشیرا و نذیرا، بشریٰ للمؤمنین (۴) تبیانا لکل شئ، تفصیلا لکل شئ، فصلت اٰیاتہ، فیھا کتب قیمۃ قرانا عربیًا، (۵) القراٰن المجید، القراٰن الحکیم الکتاب الحکیم، کتاب احکمت اٰیاتہ، کتاب ینطق بالحق، (۶) تذکرۃ لمن یخشیٰ، والقراٰن ذی الذکر تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم۔ یہ ہیں قرآن مجید کی بعض

صفات جنپر نظر رکھنا نظیر پیش کرنے کے لئے کمربستگی سے پیشتر مخالف پر واجب ہے، میں اختصاراً ان صفات کی توضیح ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

پہلی صفت چونکہ جامع الصفات اور ہمہ خوبیوں کا مجموعہ ہے اس لئے اسکو بیان کرنیکی بجائے اوّل دوسری صفت کو لیتا ہوں (۲) قرآن پرہیزگاری کے خواہاں اور پرہیزگار کی ترقی کیلئے موجب ہدایت ہے، وہ خدائی شمع ہے جس سے شاہراہ صداقت ونجات کا علم ہوتا ہے، وہ بنی نوع انسان کی رہنمائی کا واحد ذریعہ بلکہ انکے لئے عین رحمت ہے، اس میں ہدایت کے واسطے مبرہن بیان، واضح ذرائع اور روشن وسیلے موجود ہیں، وہ اپنے حقیقی متبعین کو اس ذات کا وصال کرا دیتا ہے جو بالذات موجود ہونیکی وجہ سے ثابت الحقیقۃ ہوکر الحق کہلانیکا حقیقی سزاوار ہے یا وہ ایسے قوی اور غیر متزلزل قوانین سے مطلع کرتا ہے جو تا قیامت گردش ایام کے ہولناک طوفان اور اختلاف تمدّن وتغیّر سیاست کی زلزلہ خیز آندھی کے باوجود اپنے استقلال و دوام سے حق یعنی ثابت الاصل اور دائم الثبوت کہلانیکا مستحق ہے، وہ خدائی انعام سے بہرہ اندوز ہونیوالا بنا رہتا ہے، اور وہ خدائے عزیز وحمید کے قرب و رضا کی بہشت بریں میں لیجاتا ہے، وہ ان باتوں کا صحیح علم بخشتا ہے جنپر کاربند ہوکر انسان کی حالت قوی سے قوی تر ہوتی جائیگی اور اسکو ضعف اور تنزل کا کھٹکا نہیں رہیگا۔ قرآن کی یہ صفت ثابت ہوکر مشاہدہ میں آچکی ہے کہ نہیں؟ مجھے اسکے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں، صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ مخالف وموافق رقیب وحلیف دونوں گروہوں کی اسلامی تاریخ ذرا مطالعہ کر دیکھیں کہ عرب کی روحانی، اخلاقی، تمدّنی، سیاسی، علمی اور ذہنی حالت نزول قرآن کے وقت کیسی تھی اور پھر قرآن نے انکو اور انکے ذریعہ باقی اہل دنیا کو کہاں پہنچایا۔ پھر اس یورپ کے محققین کی رائے پر غور کریں جو اسوقت نہ صرف دنیا کا حاکم ہے بلکہ اس کا معلّم اور اُستاد بھی، کہ وہ اس تغیّر عظیم کو جو قرآن نے دنیا میں کیا کس نگاہ سے دیکھتے ہیں، چنانچہ ریورنڈ۔ جی۔ایم۔ راڈویل، پروفیسر اڈورڈ مونٹے وغیرہ نے اس بات کو کھولکر بیان کیا ہے میں انکو خوف طوالت سے نظرانداز کرتا ہوں،

(۳) وہ سچّے مومنوں کو فتح ونصرت کی خوشخبری دیتا ہے، وہ موافقین کے لئے سرتاپا بشارت اور مخالفین کے لئے خوفناک خبر سُنانیوالا ہے، یہ صفت کیونکر متحقق ہوئی سب جانتے ہیں کہ حضرت سرورِ کائنات صلعم (فداہ روحی) اس وقت جبکہ کس مپرسی غربت اور بیچارگی میں حضورؐ کا کوئی ثانی نہ تھا) کس یقین اور وثوق سے لوگوں کو یہ سُناتے رہے ہیں کہ میں اور میرے متبعین کامیاب ہونگے اور میرے منکرین اور مخالفین باوجود اپنی طاقت جاہ وجلال کثرتِ عدد وعُدد کے ہلاک وبرباد

کردیئے جائینگے، اور پھر کس وضاحت سے یہ باتیں پوری ہو کر وجوہ اعداء پر ذلت کی سیاہی سے ملے جانیکا باعث ہوئیں، اور نہ صرف اسی حد تک بلکہ اپنے سچے متبعین کو ہمیشہ اس نصرت و تائید سے بہرہ اندوز کرنے اور معاندین کی انکے مقابلہ میں ناکامی کا وعدہ فرمایا جو پورا ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا۔

(۴) وہ روحانی، اخلاقی، تمدنی ہر شعبہ کے متعلق اصولیات کو نہایت مبرہن اور موجہ کرکے بیان کرتا ہے، اسکے سوا معاش تعلق باللہ اور معاملہ بین الناس کے متعلق اور جو ضروری باتیں ہیں انکو بھی اس انداز پر بیان فرماتا ہے جو صرف اسی کا اپنا خاصہ ہے۔ مزید براں وہ تمام سابقہ صداقتیں ثابت قوانین جو صحائف گزشتہ کا لب لباب اور روح رواں تھے اس میں جمع کردیئے گئے ہیں، کوئی نہیں ثابت کرسکتا کہ فلاں مسئلہ جو فلاں الہامی کتاب میں ہے اور جس کی دائمی ضرورت کی طرف اہل دنیا کے دست احتیاج کی درازی شاہد ہے قرآن مجید میں موجود نہیں۔ اس صفت کی تحقیق کے لئے تمام قرآن کو مطالعہ کرنا پڑیگا لیکن میں صرف ایک مشہور مستشرق کی رائے کو بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں۔

"لڈف کرہل کر" کہتے ہیں، "قرآن عقائد و اخلاق اور نیز انپر مبنی قانون کا ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے اس میں ایک وسیع جمہوریت کے تمام آئین و اصول کے لئے۔ انصاف و عدالت کے لئے فوجی تنظیم و ترتیب کے لئے۔ مالیات کے لئے۔ غرباء کے متعلق نہایت محتاط قانون سازی کے لئے بنیادیں رکھی گئیں ہیں۔ لیکن ان تمام کا سنگ بنیاد ذات باری کا اعتقاد ہے جس کے قبضۂ قدرت میں انسان کی قسمتوں کی باگ ہے" (پیام امین)

(۵) وہ ایسی کتاب ہے جو ان حکمتوں اور نکات اور باریکیوں سے لبریز ہے جن تک انسانی طائر عقل کیلئے پرواز ممکن نہیں، اتصال خالق و مخلوق۔ روحانی تغیرات اور انکے اثرات کے اسرار۔ جنت و نار کے سربمہر بھید۔ قیامت وحشر اجساد کی پوشیدہ کیفیت۔ عبادت الٰہی کی ضرورت اور فوائد وغیرہ امور کے متعلق وہ پر حکمت اور معقول تعلیم قرآن مجید میں موجود ہے جن تک آج کے فلاسفر بھی نہیں پہنچے بلکہ انکو سنکر بے اختیار ہو جاتے ہیں۔ مشہور اہل قلم فرانسیسی مستشرق ڈاکٹر موریس کا قرآن مجید کے متعلق یہ پیارا جملہ اغیار کی شہادت کے طور پر نہایت کافی ہے کہ "قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کیلئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں بہترین کتاب یہ ہے"

(۶) اس میں ایسے مواعظ و نصائح موجود ہیں جو پرہیزگاری اور تبتل الی اللہ کے حصول کیلئے اور انسانی قلوب کو آب روحانیت سے مصفی کرنے کے لئے نہایت لابدی ہیں اور جنکے سننے سے وہ لوگ جو خشیت اللہ رکھتے ہیں لرزاں و ترساں ہو جاتے ہیں اور اس امر میں وہ اس انتہائی نقطہ تک

پہنچا ہوا ہے کہ عرب کا حیوانیت سے انسانیت تک اور پھر وہاں سے باخدا انسانیت تک پہنچنا اور پھر دنیا کو پہنچانا اسی کا نتیجہ تھا۔ میں واقعات سے اسپر مزید روشنی ڈالنا ضروری نہیں خیال کرتا صرف ایک غیر کی رائے قرآن کی اس صفت کے متعلق درج کرتا ہوں۔ مشہور عربی دان ڈاکٹر سٹین گاس لکھتے ہیں "(قرآن میں) توحید باری کی صداقت اولیٰ کا اعلان کرتے ہوئے انتہا درجہ کا بلیغ و پاکیزہ انداز اختیار کیا گیا۔ مشیت ایزدی کے آگے سر اطاعت خم کرنے اور اس سے غداری اور بدعہدی کے دوامی نتائج بیان کرتے ہوئے اس شعریت مجسم فہم کے تخیل کو خطیبانہ بلند آہنگیوں سے اکسایا گیا ہے۔ رسول خدا صلعم کی حوصلہ افزائی یا تسلی کی ضرورت محسوس ہوئی یا لوگوں کو انبیاء قدیم کے حالات سے ڈرانا مقصود ہوا تو انتہائی سنجیدگی اور متانت سے کام لیا گیا" (پیام امین)

پھر اس صفت کے ایک اور پہلو پر زور دیتے ہوئے فرمایا وھٰذا کتاب انزلناہ مبارک پھر فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ۔ میں تفصیل کو چھوڑتا ہوں پھر کبھی۔

جیسا کہ میں نے بتایا تھا تحقیق اعجاز کا تیسرا اور سب سے اہم معیار میرے نزدیک قرآن مجید کے تفصیلی مباحث ہے۔ مگر اسکے متعلق مکمل اور مفصل بحث کرکے تمام وجوہ اعجاز اور اسباب بے نظیری کو بیان کرنا جسکا لب لباب لفظ "الکتاب" میں مضمر ہے بجائے خود ایک ضخیم کتاب کا محتاج ہے۔ اور چونکہ ایک مختصر مضمون یا جزو مضمون میں وہ سما جاوے، میں قرآن مجید کی فقط تین خوبیوں کے متعلق فی الحال اظہار رائے کرتا ہوں جن میں سے چار ایک آسمانی ہدایت نامہ کی علت غائی اور حقیقی حسن ہونیکی وجہ سے اس میں موجود ہیں اور دو علت غائی کی جزو منضم اور حقیقی حسن میں ظاہری زیبائش کے ذریعہ مزید زینت کے لئے رکھی گئی ہیں۔

اوّل ۔ قرآن کی پہلی خوبی اس کی وہ مکمل تعلیم ہے، جس پر اضافہ نہ متصور ہے اور نہ ضروری ہے۔ صدیاں گذر گئیں، بوقلموں انکشافات اور تغیرات سے زمانہ گذرتا آیا، سائنس نے اپنی حیرت انگیز ترقی پر اتراتی ہوئی خدائی کاموں میں بھی دخل اندازی شروع کردی، فلسفہ کے مسلم اصولوں کو بھی دست تحقیق ریزہ ریزہ کرتا رہا، علوم کی زبردست طاقت کے آگے کتب مذاہب یا تو مردہ ثابت ہوئیں یا علمی حکومت کے قوانین کے آگے سر عجز خم کرکے اپنی وضع میں قطع و برید پر راضی ہوئیں، ہر فرقہ نے اپنی کتاب میں حالات کے ماتحت، ضروریات کے مطابق گردش ایام سے روز افزوں رد و بدل کے اصول پر تحریف و تبدیل شروع کی، مستکشفات جدیدہ کی باد صرصر نے معتقدات کے ہر عمارت کو جنبش دی، نئی تحقیقات کے

زلزلہ نے ہر مذہبی قلعہ کی فصیلوں کو دھکوں کا صدمہ پہنچایا۔ مگر اللہ اکبر، وہ کتاب تیرہ سو (۱۳۰۰) سال پیشتر، ملک عرب سے جو اپنے جہل میں اسی طرح مشہور تھا جس طرح اپنی صحرائی ریگ سموم میں و بنجر بے آبی میں، اس شخصیت نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی جو ان پڑھ ہونیکی وجہ سے اُمّی سے ملقب تھا، نہ ایام کی گردش اس میں اضافہ کرنے کی متقاضی ہے، نہ تمدن کا اختلاف اس میں تحریف و تبدیل کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے، نہ تہذیب سیاست اسمیں کوئی نقص معلوم کرتی ہے، نہ طبعیات کی کوئی تھیوری جسکا مشاہدہ اور تجربہ ہوچکا ہو اسکی متضاد ہے، نہ فلسفہ کا کوئی صحیح اصول اس سے متخالف ہے، نہ سائنس کی کوئی تحقیق اسکی ایک بات تک کو غلط ثابت کرسکتی ہے، زمانہ اپنے علم کے ساتھ جس قدر بھی اوج کمال تک پرواز کرتا جاتا ہے قرآنی صداقتوں کی مزید تائید و تصدیق ہوتی ہے، وہ خود کس بلند آہنگی سے دعویٰ کرتا ہے کہ، لا یأتیہِ الباطل من بین یدیہِ ولا مِن خلفہ تنزیل مِن حکیم حمید، (حم سجدہ ع۵)

قرآنی تعلیم چار اقسام پر مشتمل ہے (۱) حقوق اللہ۔ (۲) حقوق العباد۔ (۳) دونو حقوق کی درمیانی کڑی۔ (۴) بنی آدم کا انجام۔ حقوق اللہ کے صیغہ میں قرآن مجید میں اوّل ذات باری کے وجود پر نہایت قوی دلائل موجود ہیں، ایسے دلائل بھی جو کم سمجھ اور کم پڑھے ہوؤں کیلئے موجب تسکین ہوں اور ایسے بھی جو بڑے بڑے فلاسفروں اور باریک نظر والوں کے لئے موجب ہدایت ہوں۔ دوم۔ خدا کی صفات کے متعلق اس میں واضح اور مبرہن تفصیل موجود ہے پھر ان پر ایسے دلائل اور انکی ایسی تفسیر موجود ہے جو نہ صرف ایک معلم اور فاضل کی ذہنی قوّت سے بالا ہے، بلکہ ایک فلسفہ کا ماہر، الٰہیات کا اُستاذ، طبعیات میں حاذق انسان کے مدرکات سے بھی بعید ہے۔ مثال کیلئے دیکھئے کہ قرآن فقط اتنا ہی نہیں کہتا کہ خدا خالق ہے یا قادر ہے، بلکہ خلق کے تمام پہلو اور خالق ہونیکے دلائل اور اسی طرح قدرت کی تعریف اور اس کا صحیح معیار اور اسکے دلائل بھی ساتھ ہی دیتا ہے، سوم اس امر کے متعلق اسمیں تفصیل موجود ہے کہ خدائے رب العزت سے بندہ کا کیونکر تعلق ممکن ہے اور اس کیلئے بندہ کو کیا کیا ذرائع اختیار کرنا چاہیئے، اور ان ذرائع کی تکمیل کی صورت اور طریقے کیا ہیں، اور پھر ان ذرائع پر اخلاص اور مصلحت کے مطابق کاربند ہونیوالوں سے اسکا تعلق اور اتصال کیونکر ہوتا ہے، اس تعلق کے کیا کیا مدارج ہیں انکی علامات اور آثار کیا ہیں، چہارم قرآن میں شرک کا ابطال، اسکی تائید میں مشرکین کے دلائل کی تردید موجود ہے، اسکے نقصانات کا ذکر اور انسانی جبلت کا اسکے خلاف ہونیکی حقیقت کا اظہار موجود ہے، الٰہی صفات کا معبودان باطلہ میں مفقود ہونیکا بیان اور پھر واقعات سے ہر صادق موحد کے مقابلہ میں پرستاران شریک باری کی شکست کی تفصیل موجود ہے، شریک خداوندی کو

تسلیم کرنے کی صورت میں ذات الٰہی کا جن معائب و نقائص سے مجروح ہونا لازم آتا ہے اس کا بیان موجود ہے، پنجم مکالمہ الٰہیہ کی حقیقت اسکی ضرورت پر مبیّن اور طبعی شہادات اسکے فوائد اور اسکی عدم تسلیم میں خدائی ذات پر نقص کا ورود، ان سب کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

حقوق العباد کے ذکر میں قرآن مجید نے اہلی۔ تمدنی۔ سیاسی تینوں صیغۂ زندگی کے متعلق تمام اصولی مسائل بیان کیے ہیں، اور انفرادی و اجتماعی ہر دو شعبۂ حیاتیہ کے بارہ میں احکام صادر فرمائے ہیں، عام موالات اور معاونت کے متعلق، لین دین کے متعلق۔ امراء اور غرباء کے متعلق۔ وارث و مورث کے متعلق۔ شہری و بدوی کے متعلق۔ شادی طلاق کے متعلق، یتامیٰ اور غیر یتامیٰ کے متعلق، اجتماعوں اور مجالسوں کے متعلق، آقا و ملازمین کے متعلق، رعایا اور حکومت کے متعلق۔ مختلف حکومتوں کے تعلقات مابین کے متعلق، مختلف مذاہب کے تعلقات کے متعلق، بنیادی مسائل بیان کیے ہیں۔

دونو حقوق کی درمیانی کڑی سے میری مراد **اخلاق** ہے کیونکہ اسکی استواری جہاں معاش کے ہر شعبہ میں ضروری ہے وہاں وصال الٰہی کی نعمت سے متمتع ہونیکے لئے بھی لابدی ہے، اس کے متعلق قرآن کی تعلیم ایسی معجزانہ ہے کہ نہ کوئی مذہبی کتاب اسکے مقابلہ میں ٹھیر سکتی ہے اور نہ کوئی فلسفی دماغ وہاں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ صرف اسکی یہ تعلیم ہی اسکے اعجاز کی شہادت کے لئے کافی ہے، اس نے بتایا ہے کہ ماہیتِ اخلاق کیا ہے؟ کونسی چیز اخلاق فاضلہ اور اخلاق رذیلہ کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔ پھر ہر دو نوع کے جزئیات میں بلحاظ مدارج کیا فرق ہے، پھر کسی جذبہ کو اخلاق حسنہ میں اور کسی کو اخلاق سئیہ میں شمار کرنیکی وجہ کیا ہے، اور وہ ذرائع کیا ہیں جنکی وساطت اور مدد سے انسان اخلاق حسنہ سے مزین اور اخلاق سئیہ سے مبرا ہو سکتا ہے وغیرہ۔

تعلیم کے چہارم پہلو یعنی بنی نوع انسان کے انجام کے متعلق بھی قرآن شریف نے وہ تعلیم پیش کی ہے جس کی وہ آپ ہی نظیر ہے، کیا روح انسانی بعد الموت معدوم ہو جائیگی کہ نہیں؟ کیا اس کے لئے کوئی عذاب یا ثواب مقدر ہے؟ قیامت و حشر اجساد کی حقیقت کیا ہے؟ ثواب و عذاب اخروی جسمانی ہیں یا روحانی؟ ثواب و عذاب کہاں اور کس صورت میں ہونگے؟ کیا عذاب و ثواب دائمی ہونگے یا کبھی منقطع ہو جائینگے؟ کیا نجات یافتہ کی آگے ترقی ہوگی یا نہیں؟ کیا جنت میں بھی لوگ عمل کرینگے یا اعمال سے فارغ ہونگے؟ وغیرہ امور کے متعلق وہ رموز اور عرفانی باتیں قرآن نے بیان کی ہیں کہ انسان بیچارے کو ان باتوں سے آگاہی چھوڑ اسکے دماغ میں بھی نہیں آسکتیں۔

غرض یہ ہے اس بے نظیر علمی ذخائر کا خلاصہ، جسکو بوجہ خارق عادت ہونیکے علمی اعجاز کہنا

چاہیئے۔ اب دیکھیئے۔ اوّل علم معارف دین یعنی جسقدر معارف عالیہ دین اور اسکی پاک صداقتیں ہیں یا اور جسقدر نکات و لطائف علم الٰہی ہیں جن کی اس دنیا میں تکمیل نفس کے لئے ضرورت ہے ایسا ہی جسقدر نفس امّارہ کی بیماریاں اور اسکے جذبات اور اسکی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ انکا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جسقدر تزکیہ و تصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات و خواص و لوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام فرقان مجید میں بھرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس کلام پاک میں درج نہ ہو، دوسرے علم خواص روح و علم نفس ہے جو ایسے احاطۂ تام سے اس کلام معجز نظام میں اندراج پایا ہے کہ جس سے غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ بجز قادر مطلق کے یہ کسی کا کلام نہیں، تیسرے علم مبدء و معاد و دیگر امور غیبیہ (جو عالم الغیب کے کلام کا ایک لازمی خاصہ ہے جس سے دلوں کو تسلّی و تشفی ملتی ہے اور غیب دانی خدائے قادر مطلق کی مشہودی طور پر ثابت و متحقق ہوتی ہے) یہ علم اس تفصیل اور کثرت سے قرآن شریف میں پایا جاتا ہے کہ دنیا میں کوئی دوسری کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر علاوہ اسکے تائید دین میں قرآن شریف نے اور اور علوم سے بھی اعجازی طور پر خدمت لی ہے اور منطق اور طبعی اور فلسفہ اور ہیئت اور علم نفس اور طبابت اور علم ہندسہ اور علم فصاحت و بلاغت و غیرہ علوم کے وسائل سے علم دین کا سمجھانا اور ذہن نشین کرنا یا اسکا تفہیم درجہ بدرجہ آسان کر دینا یا اسپر کوئی برہان قائم کرنا یا اس سے کسی نادان کا اعتراض اٹھانا مدِ نظر رکھا ہے، غرض طفیلی طور پر یہ سب علوم خدمت دین کے لئے بطور خارق عادت قرآن شریف میں اس عجیب طرز سے بھرے ہوئے ہیں جن سے ہر ایک درجہ کا ذہن فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

:: (۳) ::

دوم۔ قرآن کی دوسری خوبی اسکے وہ عقلی دلائل ہیں جو وہ اپنے اصولی اور فروعی دونو قسم کے دعووں کے اثبات کے لئے پیش کرتا ہے اس نے خدائے تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کے لئے جہانتک علوم عقلیہ کا تعلّق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں صناعت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علوم طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقائق فلسفیہ و طریق جدل و مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزون طور پر بیان کیا ہے جس سے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کھلتا ہے، پس یہ طرز بیان جو فوق العادت ہے از قسم اعجاز عقلی ہے، کیونکہ بڑے بڑے

فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کیے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت
میں کوشش و مغز زنی کی وہ بباعث نقصان عقل ان علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے اور نہ
اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکے اور نہ اوروں کو دینی فائدہ پہنچا سکے بلکہ اکثر انکے دہریہ اور ملحد اور
ضعیف الایمان رہے، اور جو بعض ان میں سے کسی قدر خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت
کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کر کے راہ راست کو چھوڑ دیا۔ پس یہ آئی عقل
از قبیل خارق عادت ہے جسکے استدلال میں کوئی غلطی نہیں اور جس نے علوم مذکورہ سے ایسی شائستہ
خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی اور اسکے ثبوت کیلئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری
عزاسمہٗ اور اسکی توحید و خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان قرآن شریف ایسا
محیط و حاوی ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کر سکے"۔ (سرمہ چشم آریہ)

سوم۔ قرآن کی تیسری خوبی اسکی وہ "برکات روحانیہ ہیں جن کو اعجاز تاثیری کہنا چاہئیے
یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلعم کا ناد و بوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جسکو عرب
کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے اس ملک
کا آنحضرت صلعم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین و ایمان
اور حق اللہ اور حق العباد سے بیخبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بُت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں
ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خوری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ
تک پہنچ جانا اور چوری قزاقی، خونریزی، دختر کُشی اور یتیموں کے مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا
لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا غرض ہر طرح کی بُری حالت اور ہر ایک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت
عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہودہ ہے کہ متعصب مخالف
بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا اور پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر
ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول
کر لینے کے بعد کیسے ہوگئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصوم نے بہت ہی تھوڑے
عرصہ میں انکے دلوں کو یک لخت ایسا مبدّل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہوگئے
اور محبّت دنیا کے بعد الٰہی محبّت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں اپنی
عزتوں اپنی جان کے آراموں کو اللہ جلشانہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے انکی
پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے قرآن شریف میں ایسی صفائی سے

درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہو جاتا ہے" (سر چشمۂ آریہ)
چہارم - قرآن مجید کی چوتھی خوبی یا چوتھا معجزہ وہ غیبی امور ہیں جن کی ایجاد سوائے دستِ قدرت کے اور کسی سے ممکن نہیں اور جو پہلے تینوں معجزوں کی طرح قرآن کے ذاتی خاصہ میں سے ہے اور پھر انہیں کی طرح مہتم بالشان اور دائم الثبوت اور بدیہی ہے اور وہ اپنی نوعیت میں تین قسم کے ہیں، اوّل وہ انکشافات جنکو طبعیات نے اب تک پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے اور قرآن مجید تیرہ صدیوں سے اشارۃً اس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے۔ اہل تحقیق نے ابھی تک کوئی ایسی صحیح تھیوری نہیں پیش کی جو قرآن کے کسی اصول سے مخالف ہو، اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی صحیح انکشاف سائنس کی طلسماتی راز کشائی کے نتیجہ میں ایسا نہیں ظاہر ہوگا جو قرآن مجید کی قائم کردہ کسی حقیقت سے تضاد کی نسبت رکھتا ہو، دوم وہ واقعات قدیمہ اور قصص پارینہ جو اپنی قدامت اور بُعد زمانہ کی وجہ سے اور نیز اسباب ضبط کے معدوم ہونیکی وجہ سے قطعاً امور غیبی میں داخل ہیں جنکو نہ صرف بعد کی منصفانہ تاریخی تحقیق غلط ثابت کر سکی بلکہ ماہران آثار قدیمہ کی موشگافی اور نئے وددو اور مستکشفات جدیدہ انکی مزید تصدیق کرتے ہیں، سوم وہ پیشگوئیاں جو آئندہ زمانہ کے متعلق قرآن مجید نے بیان کی ہیں جو برابر ابھی تک پوری ہوتی آئی ہیں اور پھر پوری ہوتی رہینگی، خصوصاً وہ پیشگوئیاں جنمیں حضور سرور کائنات اور آپکے متبعین کی کامیابی اور اعداء کی ناکامی کے متعلق اسوقت کا اعلان جبکہ حضور صلعم کی ظاہری حالت پر بدترین دشمن بھی طبعی جذبہ کے ابال کے وقت اظہار تاسف کرتے تھے موجود ہے، اس سے بڑھکر وہ پیشگوئی جس میں قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ موجود ہے اور نیز اسمیں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہونے اور اسکے کسی نقطہ تک کے غلط ثابت نہ ہوسکنے کے متعلق ہے جیسے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون، پھر فرمایا لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید، چنانچہ اس بات کی گواہی اسلام کے متعصب مخالف بھی دیتے ہیں کہ یہ وعدہ اور یہ پیشگوئی بالکل حرف بحرف پوری ہوئی ہے مثلاً سر ولیم میور نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ کے دیباچہ کے صفحہ ۲۱ (طبع سوم) پر قرآن کے ذکر میں لکھا ہے کہ "جہانتک ہمارے معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو" اور آگے چلکر ایک دوسرے عیسائی دان ہیمر کا قول نقل کیا ہے کہ "ہم ایسے ہی یقین کے ساتھ قرآن مجید کو بعینہٖ محمد (صلعم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیساکہ مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں"

پنجم - قرآن مجید کی پانچویں خوبی یا پانچواں معیار اعجاز اسکے وہ تصرفات خارجیہ ہیں جو خدا نے اسکی صداقت اور اسکے منزل علیہ کی حقانیت کیلئے زمین میں اور آسمان میں ظاہر فرمائے جو اپنے اندر اقتداری شان رکھنے کی وجہ سے بشری طاقت سے بالا تھے اور جو اس نے جزیرہ عرب میں اور خارج از عرب میں دکھائے جو اپنی جلالت اور ہیبت کی وجہ سے بنی نوع کی رسائی سے ارفع تھے، اگرچہ یہ پانچویں خوبی مذکورہ بالا چاروں خوبیوں کی طرح قرآن مجید کے خواص ذاتیہ میں سے نہیں ہے اور اصل خوبی اور حقیقی حسن انہیں چاروں خوبیوں سے یا معجزات سے وابستہ ہیں اور ہر ایک آسمانی صحیفہ کی حقانیت کے لئے انہیں چاروں خوبیوں میں سے کسی قدر اسمیں ہونا ضروری ہے، لیکن یہ پانچویں خوبی جمال قرآن کے لئے بطور اس زیور کے ہے جو حسین کو اسوقت بھی پہنایا جاتا ہے جبکہ اس کا ذاتی حسن اسکا محتاج نہیں ہوتا ہاں اسکی رونق میں مزید آب و تاب ضرور پیدا کر دیتا ہے۔

ششم - چھٹی خوبی یا چھٹا مدار اعجاز جیسا کہ ہر اسلامی فرقہ کا مسلّمہ ہے اسکی فصاحت و بلاغت ہے، یہ خوبی بھی اگرچہ علت غائی میں داخل نہیں لیکن اسمیں شامل ضرور ہے اگر یہ محامد لفظی اور محاسن ظاہری نہ ہوتے تو بھی قرآن مجید یقیناً بے نظیر ہی تھا لیکن اب اس حسن ظاہری نے چاند کو الماس و جواہر سے مرصع و مزین کر دیا - فصاحت و بلاغت کی تعریف کیا ہے؟ اسکا جواب اہل معانی تو یہ دینگے کہ وہ کلام فصیح ہے جسکے تمام کلمات تنافر حروف یعنی زبان پر ثقیل ہونے اور عسیر النطق ہونے کے نقص سے، اور غرابۃ یعنی وحشیّت و ابہام اور غیر مانوس الاستعمال کے عیب سے، اور رانداز لغت کی مخالفت سے پاک ہو، اور پھر اس کلام میں ضعف تالیف، یعنی قوانین مشہورہ سے اختلاف نہ ہو اور نہ تعقید، یعنی مرادی معنی پر ظاہری طور پر دلالت نہ کرنیکا عیب ہو، اور بلیغ انکے نزدیک وہ کلام ہے جو فصیح بھی ہو اور ساتھ ہی وہ مقتضائے مقام و حال کے مطابق بھی ہو، یعنی متکلم نے جس مقصد کے ادا کرنے کے لئے اس کلام کو استعمال کیا ہے ٹھیک اسکے مطابق وہ کلام واقع ہو، لیکن مجھے فن معانی کی اس بحث و تفحیص میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اسکو اس فن کے اماموں اور علاموں نے خود بڑی تحقیق و تدقیق سے ثابت کیا ہے کہ قرآن فصاحت و بلاغت کا مجسمہ اور پیکر ہے۔ اور پھر اسکی فصاحت و بلاغت بشر سے بالا اور حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے، میں قرآن مجید کے محاسن لفظیہ کے متعلق محض چند باتوں کا ذکر کرتا ہوں اور اس مضمون کو اسی پر ختم کرتا ہوں۔

(۱) دنیا میں بڑے بڑے انشا پرداز بے شک ہو گزرے جنکو لوگوں نے زور تحریر کی بنا پر اساتذہ انشا تسلیم کیا جیسے، ہومر - ملٹن - ڈنٹی - شکسپیئر کالی داس - بالمیک - حافظ - فردوسی - فیضی حریری -

وغیرہ مگر اول تو ان بیچاروں کو نہ اس بات کا دعویٰ تھا اور نہ وہ لوگ اس بات کا علم رکھتے تھے کہ ہماری کلام کی یہ شہرت ہوگی۔ علاوہ اسکے انکی فصاحت اور طرز تحریر کو قرآن سے قطعاً کوئی نسبت نہیں زیادہ سے زیادہ اسقدر ہے کہ بہت عمدہ انشاء ہے۔

(۲) قرآن جس طرح نہایت نازک اور علمی اور فلسفیانہ مضمون کو بیان کرتا ہے اسی طرح نہایت اعلیٰ اور ابلغ الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے اور یہ خوبی کہ الفاظ بھی ابلغ وافصح ہوں اور مضامین بھی نہایت اعلیٰ وادق ہوں اور کسی کی تحریر میں اس طور پر نہیں پائی جاتی۔

(۳) فصاحت و بلاغت کے قیام اور محاسن لفظیہ کے حصول کے لئے مصنفین کو کتاب کے معانی میں بہت کچھ تصرف بے جا کرنا پڑتا ہے، زور قلم دکھانے والے اگر اس رنگین بیانی اور مبالغہ کو ترک کر دیں تو انکی تحریر میں وہ لطافت باقی نہیں رہتی مگر قرآن اس عیب سے پاک ہے اور اس حیرت انگیز فصاحت و بلاغت کے باوجود، رنگ آمیزی اور اختلاط بیانی۔ مبالغہ کی طولانی۔ کذب کی آمیزش سے بکلی منزہ ہے، اس بات کی شہادت کے لئے دیکھئے کہ لبید بن ربیعہ اور احسان بن ثابت کے ان اشعار میں جو اسلام سے پیشتر کے ہیں جو لفظی خوبی اور زور بیان پایا جاتا ہے، بعد میں یہ وصف انکے کلام میں اس طرح قوی طور پر نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد وہ جھوٹ و مبالغہ سے پرہیز کرتے تھے۔

(۴) کسی کا کلام سارے کا سارا فصاحت و بلاغت کی انتہائی زینت سے ایسا مزین نہیں ہوتا جس طرح کہ قرآن مجید بسم اللہ سے الناس تک ہے ہاں کوئی مقام یا کوئی خاص قصیدہ یا بہت بہت زوردار اور زیادہ فصیح ہوتا ہے اور باقی حصہ اس خصوصیت یا امتیاز سے خالی ہوتا ہے۔ اور کسی کو بعض خاص مضمون میں زیادتی فصاحت نصیب ہوتی ہے اور دوسرے امر کے متعلق کوئی مضمون ہو تو اس میں وہ انداز مفقود نظر آتا ہے اور پہلے کی طرح انشاپردازی کا کرشمہ اس میں نمودار نہیں ہوتا جیسے امراء القیس کے متعلق لکھا ہے کہ طرب کے مضمون صنف نازک کے ذکر گھوڑوں کی تعریف میں اس کا کلام بہت اچھا ہوتا ہے اور نابغہ کے متعلق کہ ہراس قلق کے وقت وہ بہت عمدہ قصیدہ کہتا ہے اور اعشیٰ کا وہ کلام زیادہ فصیح ہوتا ہے جو اس نے دست احتیاج پھیلاتے وقت یا توصیف مے کے وقت کہا ہو، اور زہیر کا وہ جو اس نے امید و رغبت کی حالت میں کہا ہو۔ اسی طرح شکسپیر کی شہرت کا مدار ڈرامانویسی، فردوسی کی فصاحت کا معیار مدح و رزمیہ مطالب اور کالی داس کے زور قلم کا میدان استعارات اور تمثیلات ہیں مگر قرآن مجید نے جسقدر باریک مضمون کو ادا کیا ہے اسی قدر ابلغ و افصح الفاظ میں ادا کیا ہے اور ہر شعبہ میں اسکو نمایاں فرمایا ہے۔

(۵) کسی قوم کی مذہبی کتاب نظم میں کسی کی نثر میں، کوئی نظم کا متوالا ہوتا ہے اور کسی کی طبیعت پر نثر کا اثر ہوتا ہے، قرآن نہ نظم ہے نہ نثر مگر باوجود اسکے وہ نظم بھی اور ساتھ ہی نثر بھی ہے۔ نظم سے مانوس طبیعت کے لئے اُس میں نغمہ و راگ اور سُر بھی موجود ہے اور خدائی دربار میں نظم اور تغنّی کو سوء ادب خیال کر کے نثر کو پسند خاطر خیال کرنیوالوں کے لئے وہ ایک سادہ نثر بھی ہے، پھر آسان پسند طبیعتوں کے لئے اسمیں آسان تر عبارت بھی ہے اور لغات اور ادبیت کے خواہشمندوں کے لیے مشکل تر الفاظ بھی ہیں غرض کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جسمیں کمالیت بلکہ اکملیت اور اعجاز کی حد کو قرآن نہ پہنچا ہو۔

(۶) قرآن کے مضامین اس قسم کے ہیں جو عام طور پر فصاحت اور زورِ تحریر دکھانے کے لئے غیر مناسب اور روکھے خیال کیئے جاتے ہیں اور جنمیں فصاحت و بلاغت کی چاشنی کو بہت کم دخل ہے جیسے وجوب عبادات۔ حرمت قبائح، تلقینِ اخلاق کریمہ۔ دنیا سے بیزاری کی نصیحت۔ اختیارِ آخرت کے لئے وعظ وغیرہ مگر باوجود اسکے ان مطالب کو اس احسن طور پر قرآن نے بیان فرمایا ہے کہ غیر متعصب مخالف بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے اور پھر اس پر بھی کمال یہ ہے کئی دفعہ بعض باتوں کو قرآن نے بیان کیا ہے اور پھر اس انداز و پیرائے میں کہ بجائے اسکے کہ اعادہ موجب خلل فصاحت ہو مزید رونق بخش کر دیا ہے، میں اسجگہ دو ایک اغیار کے اقوال بھی فصاحت قرآن کے متعلق درج کرتا ہوں کیونکہ والفضل ما شھدت بہ الاعداء کے ماتحت دشمنوں کا یہ اقرار کچھ اور ہی حقیقت رکھتا ہے خصوصاً انکے جو مشہور محققین کے طبقہ کے ہیں،

ڈاکٹر موریس، جو مشہور فرانسیسی مستشرق اور مترجم قرآن ہیں قرآن مجید کے متعلق لکھتے ہیں،۔

"قرآن کیا ہے؟ قرآن کی کوئی ایسی منقبت اگر ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تیس کروڑ انسان فخر کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔..... قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائقین لغات کیلئے ایک ذخیرۂ لغات، شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ اور شرائع و قوانین کا ایک عام انسائیکلو پیڈیا ہے تمام آسمانی کتابوں میں سے جو حضرت داؤد کے زمانہ سے جان تاملوس کے عہد تک نازل ہوئیں کسی ایک نے اسکی ایک ادنیٰ سورۃ کا بھی

مقابلہ نہیں کیا...... دوسری قوموں کو جو کتابیں یا شریعتیں ملی ہیں انکی نسبت مسلمانوں کو کوئی خیال پیدا نہیں ہوتا اور نہ رشک آتا ہے اس لئے کہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ انکی کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کی ضرورت نہیں، اسکی فصاحت و بلاغت انہیں ساری جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے یہ واقعی بات ہے اور اسکی واقعیت کی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاپردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں، اسکے عجائبات جو روز بروز نئے نکلتے آتے ہیں اور اسکے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے مسلمان شعرا اور نثار انکو دیکھ کر سجدہ کرنے لگتے ہیں"

جارج سیل جنہوں نے قرآن کا ترجمہ بھی کیا ہے لکھتے ہیں "قرآن بے شبہ عربی زبان کی بہترین اور مستند ترین کتاب ہے اور جیسا کہ راسخ الاعتقاد مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور یہ کتاب انہیں تعلیم دیتی ہے کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا، یہ ایک مستقل معجزہ ہے جو مُردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ سے بلند پایہ ہے اور تھا، یہ صحیفہ دنیا کو اپنے اسمانی ہونیکا یقین دلانیکے لئے کافی ہے،

پھر لکھتے ہیں "محمد (صلعم) اس معجزہ کی بنا پر لوگوں سے اپیل کرتے تھے کہ وہ انہیں سچا پیغمبر تسلیم کریں انہوں نے عرب کے نہایت فصیح اللسان اُدباء کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیا تھا کہ ان میں سے کوئی شخص ایک آیت ہی ایسی پیش کردے جو قرآن کریم کی آیت سے لگا کھا سکے اسوقت ملک عرب میں ہزاروں فصحاء و بلغاء موجود تھے جن کے نغمہائے فصاحت و بلاغت سے عرب کا ریگستان چمن زار بنا ہوا تھا، میں یہ ظاہر کرنے کیلئے بہت سی مثالوں میں سے صرف ایک پیش کرتا ہوں کہ فی الحقیقت ان لوگوں نے اس صحیفہ کی فصاحت و بلاغت و حُسن نظام کی تعریف کی، محمد (صلعم) کے زمانہ میں عرب کے سب سے فصیح و بلیغ شاعر لبید بن ربیعہ کی ایک نظم خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکائی گئی نہایت بلند پایہ نظم کے سوا کسی معمولی نظم کو یہ عزت حاصل نہیں ہوتی تھی، کوئی دوسرا شاعر اسکے مقابلہ میں اپنی نظم پیش نہ کرسکا لیکن جب اسکے پاس ہی قرآن کی دوسری آیت لکھ کر لٹکائی گئی، تو خود لبید اس آیت کے ابتدائی الفاظ پڑھکر انگشت بدنداں رہ گیا اور بے ساختہ تعریفی کلمات اسکی زبان سے نکل گئے، لبید فی الفور اس مذہب پر ایمان لے آیا جسکی تعلیم اس آیت کے الفاظ دے رہے تھے اور کہنے لگا کہ ایسے الفاظ صرف ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکل سکتے ہیں" (پیام امین)

اب مَیں صرف ایک اور بات کہکر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں، مَیں نے ابتداء میں بتایا تھا کہ قرآنی بے نظیری کا مدار کسی کے نزدیک تو فصاحت و بلاغت ہے اور کسی کے نزدیک پیشگوئیاں اور کسی کے

نزدیک الٰہی موانع وغیرہ۔ پہلے دو امور تو میرے مضمون میں آگئے کہ وہ بھی مدار اعجاز ہیں لیکن تیسرے کے متعلق میں نے نہیں بتایا کہ وہ بھی درست ہے کہ نہیں، سو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی صحیح اور واقعات کے مطابق ہے مگر محض اسی کو مدار مثل قرار دینے والوں کو فأتوا بسورۃ من مثلہ میں صیغۂ امر کو برائے تعجیز تسلیم کرنا پڑیگا اور اسمیں کوئی قباحت لازم نہیں آتی، اسکی مثال یوں ہوگی کہ ایک آدمی اپنے دشمن سے کہے اگر طاقت ہے تو مجھے ہاتھ لگاؤ، اس کا یہ مطلب ہے کہ تم ہاتھ نہیں لگا سکتے، اسکی مثال عربی زبان میں بھی ہے، جیسے شاعر نے کہا ہے یالبکرٍ انشروا لی کلیبا ٭ یالبکرا أین أین الفرار۔ اس میں انشروا کا صیغۂ امر حکم دینے کے لئے نہیں بلکہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ تم ایسا نہیں کر سکتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا کرے تو آیت تقوّل کے ماتحت ہلاک کیا جائیگا کیونکہ دوسری جگہ بعشر سورٍ مثلہٖ مفتریاتٍ کی قید لگا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اگر یہ افترائی کلام ہے تو تم بھی ایسا ہی بنا کر لاؤ پھر تمھیں پتہ لگ جائے کہ افترا کر کے ایسا کلام بنایا جا سکتا ہے کہ نہیں اور اسکے پاداش میں تمھارا کیا انجام ہوتا ہے۔

اعجاز قرآن کے متعلق جو کچھ ناقص خیال میں تھا عرض کر دیا، توفیق خداوندی نے پھر کبھی یاوری کی تو مزید تحقیق و تمحیص کے بعد اسپر اور روشنی ڈالنے کی کوشش کرونگا۔ اللّٰھم وفقنی لصالح الاعمال۔ اٰمین ٭

آجکل کے صوفی اور ان کا سرمایۂ تصوّف

اخبار زمیندار رقمطراز ہے کہ "شمدینان کے مقام پر ایک نہایت مقدس خانقاہ تھی جہاں ایک بہت بڑے پیر صاحب رہا کرتے تھے۔ آپکے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ ہوگی۔ حکومت انگورہ کو کسی طرح معلوم ہوگیا۔ کہ اس خانقاہ کے پردوں کے پیچھے بہت سی دلچسپیاں پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ اس نے تحقیقات کا حکم دیا۔ اس مجلس تحقیقات کے ایک رکن تحسین بے قسطنطنیہ کے اخبار "حاکمیت ملیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے اس خانقاہ کی تلاشی لی۔ تو وہاں سے شراب کے پانسو پیپے۔ وسکی کی ڈیڑھ سو پیٹیاں اور پانچہزار فحش تصویریں اور فلمیں برآمد ہوئیں۔

(۲) اناطولیا کی ایک خانقاہ سے چالیس نوجوان عورتیں برآمد ہوئیں۔ جنہیں اصطلاح میں "منظورہ" کہتے تھے یہ "منظورات" مریدانِ عقیدت کیش کی حوصلہ افزائی کیلئے کام میں لائی جاتی تھیں۔ جو مرید اس خانقاہ کے شیخ اعظم کینذر میں ایک خطیر رقم پیش کرتا تھا۔ اسے ایک "منظورہ" ملجاتی تھی اور جتنی زیادہ بڑی رقم پیش کیجاتی۔ اتنی ہی حسین و جمیل "منظورہ" دستیاب ہوتی تھی۔ یہ صرف ایک اسلامی ملک کی خانقاہوں کا حال ہے اگر دوسرے ملکوں کے زاویہ ہائے تصوّف کی تلاشی لیجائے تو خدا جانے کیا کچھ برآمد ہو ٭

روح و مادہ حادث ہیں
مگر
سلسلۂ خلق قدیم ہے

آریوں کا مذہب ہے کہ روح اور مادہ دونو قدیم ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ بھی قدیم ہے اس کی تردید میں جناب میر محمد اسحٰق صاحب نے ایک کتاب "حدوث روح و مادہ" لکھی ہے جس میں بالتفصیل بدلائل قاہرہ و حجج نیرّہ ثابت کیا گیا ہے کہ روح و مادہ حادث ہیں مگر خدا کا پیدا کرتے رہنا حادث نہیں۔ اس مذہب سے جو حضرت مسیح موعودؑ کا بیان کردہ ہے آریوں کے تمام اعتراضات بھی ہباءً منثورا ہو جاتے ہیں اور حق بھی واضح رہتا ہے لیکن بعض مسلمان کہلانیوالے جو قرآن کریم و تعلیمات النبی کی حقیقت سے ناآشنا ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ صرف روح و مادہ حادث ہے بلکہ خدا کی صفات بھی حادث ہیں گو اسکے لئے وہ یہ لفظ بولتے ہیں۔ کہ خدا نے روح و مادہ کو بعد میں پیدا کیا حالانکہ اس طرح سے یہ اعتراض آریوں کا ناقابل تردید رہ جاتا ہے کہ جب روح و مادہ کی ابتدا مانتے ہو تو ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ خدا کی صفات ازل سے معطّل چلی آتی تھیں۔ افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کتاب حدوث روح و مادہ سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا بلکہ اصول آریہ کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ شائع کر دیا جسمیں اس کتاب کے بعض دلائل پر بزعمہ چند اعتراض کئے ہیں مگر وہ اعتراضات ایسے بودے ہیں۔ کہ میر صاحب انکو پریس میں لانا بھی ضروری نہیں سمجھتے تاہم میں اظہار حق کے لئے انکا ایک مکتوب اس بارے میں شائع کرتا ہوں جس سے یہ حقیقت ظاہر ہے۔ وھوھذا

افسوس کہ یا تو آپ میری کتاب کو سمجھے نہیں۔ یا پڑھا نہیں آپ فرماتے ہیں:۔

مخلوق مانکر ازلی ماننے میں دو نقص پیدا ہوتے ہیں:۔

(الف) مخلوق کو قدیم ماننا ضدان مفترقان ای تفرق۔

جواب جو میرا عقیدہ آپ دوبارہ پڑھیں اُس سے ضد پیدا نہیں ہوتی میں مخلوق کو حادث مانتا ہوں نہ کہ قدیم۔ اور سلسلہ مخلوق کو قدیم مانتا ہوں مگر سلسلہ کے معنی مخلوق کا

مجموعہ نہیں بلکہ سلسلہ مخلوق کے معنی خدا کا پیدا کرتے رہنا ہے پس مخلوق حادث اور خدا کا پیدا کرتے رہنا جو کہ خود خدا کی ایک صفت ہے قدیم ہے پس دو الگ الگ چیزیں یا حادث و قدیم ہوئیں مخلوق حادث اور خدا کی صفت خلق قدیم نہ کہ ایک ہی چیز حادث و قدیم کہ اجتماع ضدین کا اعتراض ہو۔

(ب) یہ اعتراض کہ خدا کے سوا سلسلہ مخلوق کی قدامت ماننے سے شرک لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو چیزیں نہیں خدا موصوف اور سلسلہ مخلوق صفت ہے اور یہ آپ بھی مانتے ہیں کہ خدا اور اس کی صفات دونو قدیم ہیں پس شرک نہ رہا آپ شائد سمجھے نہیں کہ میری کتاب میں سلسلہ مخلوق سے کیا مراد ہے؟ سو آپ جان لیں کہ لفظ سلسلہ مخلوق سے میری مراد خدا کی صفت تخلیق ہے نہ کہ مخلوق یا کوئی حادث چیز۔

آپ لکھتے ہیں کہ:-

مگر اس پر غور نہیں کیا کہ سلسلہ کائنات بھی تو کل شیٔ میں داخل ہے وہ قدیم نہیں۔

جواب۔ مولانا چونکہ آپ میری اصطلاح سمجھے نہیں اس لئے یہ اعتراض کیا۔ میں سلسلہ کائنات کو خدا کی ایک صفت سمجھتا ہوں پس وہ حادث نہیں کیونکہ کل شیٔ میں تو اللہ واحد کے سوا اور اشیاء داخل ہیں اور سلسلہ کائنات اللہ کی صفت ہونیکی وجہ سے لفظ وھو الواحد میں شامل ہے نہ کہ کل شیٔ میں۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ:-

سلسلہ کے تمام افراد حادث اور سلسلہ قدیم۔ اس کی مثال دنیا میں کوئی ہے تو یہ ہے کہ کسی فوجی کمپنی کے سب سپاہی دیسی ہوں مگر کمپنی یوروپین یا کسی کپڑے کا تانا بانا سوت ہو مگر کپڑے کو ریشمی کہا جاوے۔

جواب۔ مولانا آپ میری کتاب کے تیسرے باب کے الاعتراض الخامس کا پورا پورا جواب پڑھیں تو یہ سوال خود ہی حل ہو جاتا ہے۔ سنئے ایک ہوتا ہے مجموعہ اور ایک ہے سلسلہ مجموعہ کے متعلق تو یہ مثال درست ہے کہ جو حکم افراد کا ہوگا وہی مجموعہ کا کیونکہ مجموعہ اسکو کہتے ہیں جسکی ایک طرف ابتداء اور دوسری طرف انتہاء ہو مگر سلسلہ کا حکم وہ نہیں ہوتا جو افراد کا ہوتا ہے بلکہ اس کے ضد ہوتا ہے اسکی مثال قرآن مجید کی ایک آیت ہے ولھم فیھا رزقھم بکرۃ وعشیا اس سے معلوم ہوا کہ بہشت میں صبح اور شام کا سلسلہ ہوگا اور اگر آپ نہ مانیں تو یہ تو آپ مانتے ہونگے کہ بہشت میں وقت گذریگا پس بہشت کا ہر منٹ فانی مگر منٹوں کا سلسلہ فانی نہیں

بہشت کی ہر رات ختم ہونیوالی ہے مگر راتوں کا سلسلہ ختم ہونیوالا نہیں اسی طرح اگر ہر فرد حادث ہو تو ضروری نہیں کہ افراد کا سلسلہ بھی حادث ہو۔ پس کمپنی والی مثال مجموعہ پر صادق آتی ہے نہ کہ سلسلہ پر۔

رہا یہ کہ ہم نے آریوں کے آگے سر جھکا دیا تو یہ آپکی غلط فہمی ہے ہم نے سر نہیں جھکایا بلکہ اُن کا سر جھکوا دیا ہے کیونکہ ہم نے اُنکا یہ اصول کاٹ دیا کہ چونکہ خدا ہمیشہ سے مالک ہے اس لئے روح و مادہ بھی ہمیشہ سے ہونے چاہئیں کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا کہ خدا کے باوجود ہمیشہ سے خالق و مالک ہونیکے پھر بھی مخلوق حادث ہے ؂

دانشمند مشرق مغرب میں

حضرت عرفانی (شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم) سلسلہ احمدیہ میں اخبار نویسی کے پیشرو ہیں۔ آنیوالی نسلوں میں بے شک بڑے بڑے قابل ایڈیٹر اور اخبار نویس ہونگے مگر الفضل للمتقدم شیخ صاحب کو جو شرف حاصل ہے اسکو پہنچنا دشوار ہے ایک چھوٹے سے گاؤں میں اخبار کا اجراء اور پھر اس کا مذاق جماعت میں پیدا کر دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہے۔

شیخ صاحب ذاتی طور پر بھی عجیب و غریب انسان ہیں۔ ہمارے تو جب قویٰ انحطاط پذیر ہوئے۔ اور صبح پیری نمودار ہونے لگی۔ ہمت قاصر ہوگئی لیکن شیخ صاحب نے بوڑھے ہو کر حیات تازہ پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہمراہی میں لنڈن سے ہو کر آئے تو ایک روز حسب معمول اپنے برآمدے پر ایک ٹوٹی پھوٹی آرام کرسی پر بیٹھے اپنی اس مشہور و معروف قلم و دوات سے لکھ رہے تھے جسے غالباً گذشتہ ۲۵ سال سے بدلنے کی نوبت نہیں آئی فرمانے لگے میں پھر یورپ جانا چاہتا ہوں اور ایک آزاد سیاحت کرونگا خصوصاً اسلامی ممالک میں۔ میں اس وقت یہ بات محض تخیل کا تموج سمجھا لیکن آج کیا دیکھتا ہوں کہ سچ مچ شیخ صاحب وہاں جا پہنچے۔ گو آپ کسی اور سلسلہ میں گئے مگر ایک مخلص اور پھر پُرجوش احمدی۔ کیونکر مشغلۂ تبلیغ چھوڑ سکتا ہے وہاں بھی آپ نے اس فرض سے غافل نہیں۔ چنانچہ چند پیتر سے آپکے ایک پرائیویٹ مکتوب کے درج ذیل ہیں جس سے شیخ صاحب کی مبلغانہ سرگرمیوں کا کچھ علم ہو سکیگا۔ گو مجھے خوف ہے ان سطور

کی اشاعت کا حق حاصل بھی ہے یا نہیں کیونکہ یہ چٹھی کمال بے تکلفی سے مختلف حالات پر مشتمل ہے اور اس ارادہ سے لکھی ہوئی نہیں معلوم ہوتی کہ اس کا کوئی حصّہ پبلک میں آئیگا مگر مَیں اکیلا اس شادکامی سے بہرہ اندوز ہونا بخل خیال کرتا ہوں اور اسی پر پریس میں دیتا ہوں " (ایڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح کے قدوم کا اثر

مَیں دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک ایک عظیم الشان انقلاب کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور جب سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان ممالک سے ہو کر گئے ہیں۔ ایک زبردست تحریک انقلابی جاری ہے۔ ہر قسم کے انقلاب کی رَو چل رہی ہے۔ مَیں گھنٹوں اسی فکر میں ہائیڈ پارک کے اس مقام پر کھڑا ہو کر غرق رہتا ہوں جہاں آزادی تقریر اور فصاحت پارک کا دریا بہ رہا ہے۔ مختلف پلیٹ فارم مذہبی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ ملکی حیثیت سے انگلستان کی کایا پلٹ دینے کیلئے اپنا زور لگاتے ہیں مجھے ایک عرصہ سے اپنے خاص بے ڈھنگے لباس میں دیکھنے والے بعض سنجیدہ مزاج اور ہر طبقہ کے میرے پاس آجاتے ہیں وہ مجھے کبھی کبھی مشرق کا دانشمند بھی کہدیتے ہیں مَیں اپنی دانش و بینش کو خوب جانتا ہوں۔ غرض ان سے سلسلہ کلام عجیب و غریب ہوتا ہے اور مَیں نہیں جانتا کہ کس طرح پر عجیب و غریب خیالات میں ظاہر کر لیتا ہوں۔ مَیں ان سے پوچھتا ہوں کہ تم ان پلیٹ فارموں کو سن کر کیا سمجھتے ہو کہ انگلستان کیا ہوگا کم از کم اسکا آئندہ مذہب کیا ہوگا؟

انگلستان کا آئندہ مذہب

اکثر کہتے ہیں کہ انگلستان کا آئندہ مذہب یہ عیسائیت تو ہو نہیں سکتی یہ تو اب بھی مذہب کے طرز پر نہیں قومیت کے رنگ میں ہے اگر انگلستان نہیں یورپ نے کوئی مذہب اختیار کیا تو وہ سیدھا سادہ مذہب ہوگا۔ جس میں نہ عورت کا بیٹا خدا ہوگا اور نہ کسی کے خون سے کوئی نجات پانے کا اصول پیش کریگا۔

بعض کہتے ہیں انگلستان اور یورپ کی بعض دوسری قوموں کی حالت رومن امپائر کی سی ہوگئی ہے کوئی اور گمن پیدا ہوگا جو اسکے فال (زوال) پر کہے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ اب ہماری نظر مشرق پر ہے۔ غرض لوگوں کے اندر ہی اندر تبدیلی اور تیاری ہو رہی ہے جب اس قوم میں کسی مذہبی انقلاب کا دَور آئیگا تو یکدفعہ ہو جائیگا۔

انگلستان میں شوق تبلیغ

تبلیغ کا جسقدر شوق ان لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے کاش ہم حاملان حق و صداقت میں اسکا ہزارواں حصہ بھی ہوتا مَیں نے مردوں اور بوڑھی عورتوں کو دیکھا ہے۔ سخت سردی بارش اور تیز تند ہوا میں بجلی کا چھوٹا سا لیمپ ہاتھ میں لئے ہوئے عیسائیت

کی تبلیغ میں مصروف ہیں وہ پیشہ ور واعظ نہیں۔ بلکہ انفرادی طور پر اپنے فرض مذہبی کو ادا کر رہے ہیں
عجیب عجیب واقعات پیش آتے ہیں میری کہانی بڑی دلچسپ اور مزیدار ہوگی اگر لکھنے کی توفیق ملی
ورنہ میں اسکا لطف اُٹھا کر ساتھ لیجاؤں گا۔

ایک بوڑھے عیسائی سے گفتگو

ایک نہایت سنجیدہ مزاج مُسن عیسائی نے مجھے عیسائی پلیٹ فارموں کے گرد
ہمیشہ دیکھتے ہوئے ایک روز مجھ سے نہایت محبت و اخلاص کا اظہار کیا۔ وہ بڑا "پکا"
اور "کٹا" عیسائی تھا۔ اور مجھے لنڈن کے ایک دوسرے حصہ میں اپنے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے
بڑی منت اور زور سے خواہش کی میں نے پوچھا کہ وہاں کیا ہوگا۔ کہا کہ وہاں ہم چند لوگ مل کر
جلسہ کیا کرتے ہیں اور خداوند کا کلام سُناتے ہیں۔ آپ کو بھی بہت محبت ہے آپ وہاں چلیں۔
میں نے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا کہ کیا فائدہ ہوگا۔ کہا کہ نجات کا راستہ بتائینگے نجات کسطرح ملتی ہے

نجات خون سے نہیں بلکہ پانی سے

مسیح کے خون سے؟ میں نے کہا یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اسلیئے کہ خون کو گندگی
کے صاف کرنے سے کوئی نسبت طبعی نہیں ہے اگر سفید کپڑے پر خون کا داغ پڑجائے
تو وہ خون آلودہ اور غلیظ ہوجاتا ہے۔ پھر گناہوں سے نجات اور دل کی طہارت کو اس سے کیا تعلق؟ کیا کبھی آپنے
گندگی کو دُور کرنے کیلئے خون میں ہاتھ ڈالا ہے؟ میں نے اسکو ذرا وضاحت سے بیان کیا تو حیران ہوکر
کہنے لگا تو معلوم ہوا کہ آپکو خداوند سے محبت نہیں ہے میں نے کہا میں تمھارے خداوند سے ناواقف
ہوں جو غیر طبعی باتیں بتائے وہ ماننے اور محبت کے قابل نہیں ہوتا۔ تم مجھے پہلے یہ سمجھاؤ کہ خون کو طہارت
کے ساتھ طبعی تعلق ہے؟ خون آلودہ ہاتھوں سے تو آدمی جیل میں چلا جاتا ہے حیران ہوکر کہنے لگا کہ
پھر تم کیا کہتے ہو میں نے کہا میرے نزدیک نجات کا نیچرل تعلق پانی کے ساتھ ہے۔ پانی ہر غلاظت کو ہر دفعہ
دُور اور صاف کر دیتا ہے۔ اور یہی طبعی تعلیم معلوم ہوتی ہے ہر گند پانی سے دُور ہوتا ہے دل کی طہارت کو
بھی پانی ہی صاف کرتا ہے۔ اور یہ پانی آنکھ کے راستہ سے بہایا جاتا ہے حضرت مسیح کی نجات بھی اسی آنکھ
کے پانی سے ہوئی بدموعِ جاریہ اس نے دُعا کی اور بچ گیا۔ یہ حقیقی توبہ کے چشمہ سے آتا ہے دل کو
ہلکا کرتا ہے غم و فکر کی حالت میں بھی دو چار آنسو قلب کو ہلکا کر دیتے ہیں جب انسان خدا کے حضور
روتا ہے تو قلب صاف ہوجاتا اور جو زنگ اور سیاہی اسپر آجاتی ہے وہ دھل جاتا ہے غرض میں نے
اسپر ایک مختصر سی تقریر کی اکثر لوگ میرے مذاق کے اکٹھے ہوگئے۔ میں کہدیتا ہوں کہ تمھاری زبان پر حکومت
نہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ تم بہت اچھا بولتے ہو۔ میں نہیں جانتا مجھے تو شبہ معلوم ہوتا ہے مگر ہاں اتنا ہے
اب خیالات کسقدر جرأت سے ظاہر کرلیتا ہوں۔ بہر حال یہ لوگ باوجود تمام قسم کی عیاشیوں کے اپنے قومی

مذہبی جوش سے لبریز بھی نظر آتے ہیں۔ اور یہ جوش ہی انکو حقیقت کی طرف لے آئیگا۔

مذہب میں مسٹری نہیں ہوتی

میں اٹالین پڑھ رہا ہوں وہاں بھی بڑی مزیدار گفتگوئیں ہو جاتی ہیں۔ ایک دن واحد و جمع کے قواعد کا سبق تھا۔ خدا کے واحد اور جمع کا بھی ذکر آ گیا۔ معلّمہ نے کہا یہ کافروں کا عقیدہ ہے کہ ایک سے زیادہ خدا ہیں۔ مگر گرامر کے قاعدہ کے موافق اسکی بھی جمع تو ہوگی میںنے کہا کہ میں تو اسکی جمع کبھی نہیں بناؤنگا اور نہ پڑھونگا۔ میں ایک خدا کو مانتا ہوں جماعت میں ایک سنّاٹا سا ہو گیا۔ طالب علم مردوں اور عورتوں اور معلّمہ نے کہا کہ ہم بھی تو ایک مانتے ہیں میں نے کہا تم سب غلط کہتے ہو۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس کو خدا مان کر ایک کس طرح بناؤ گے۔ مجھ کو یہ سمجھا دو۔ کون سمجھاتا۔ حیران سے ہو کر کہنے لگے کہ مسٹری ہے میں نے کہا مذہب میں مسٹری نہیں ہوتی۔ مذہب دنیا میں صداقت پھیلانے کو آتا ہے اور سچے علوم دنیا کو دیتا ہے مسٹریز ہمیشہ بدترین اخلاق اور منصوبوں میں ہوتی ہیں۔ جسقدر علوم دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں انہیں کیا کوئی مسٹری ہے تعجب ہے تم سائنس کے زمانہ میں ہو کر یہ کہتے ہوئے شرمندہ نہیں ہوتے۔ تمام ایجادات کیا ظاہر کر رہی ہیں کہ سچے علوم روز نہیں ہوتے پھر اگر کوئی عقیدہ جسکو مانکر نجات ہوتی ہے بطور مسٹری دنیا میں پیش کیا جاوے تو اس سے بڑھکر جہالت کیا ہوگی غرض بہت لطف آتا ہے

پاکوں کے سردار پر مشرکین مشرق کے حملے

پچھلے رسالے میں چند نمونے مستشرقین اروپا کے ناروا حملوں کے جو وہ آئے دن نبیوں کے سردار پاک محمد مصطفےٰ کی ذات ستودہ صفات پر کرتے رہتے ہیں۔ دیئے گئے تھے۔ اس نوٹ میں بحوالہ معارف یہ دکھاتا ہوں کہ اکثر اوقات مشرکین مشرق بھی اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دیکھتے ہوئے ان مغربی ملحدین کی قے چاٹتے اور پھر اس سے دامان تہذیب کو آلودہ و غشتہ کر کے اپنے خبث باطن کا ثبوت دیتے ہیں ناگپور میں مرہٹی انسائیکلو پیڈیا۔ کی تالیف و اشاعت کا کام جاری ہے اسکی سولھویں جلد میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مفصلہ ذیل سطور شائع ہوئی ہیں:۔

"سیرۃ ابن اسحاق میں محمدؐ کا جو حال لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا چال چلن بہت

خراب تھا، اپنا مطلب حاصل کرنیکے لئے وہ جو تجویز چاہتا تھا اسکو عمل میں لانے کیلئے کبھی پس و پیش نہیں کرتا تھا، نیک نیتی کو بالائے طاق رکھنے کیلئے اپنے پیروؤں کو اجازت دے رکھی تھی، بیفکری کے ساتھ جس طرح چاہا خون اور قتل کرایا، مدینہ میں اسکا ظالمانہ عمل دیکھا جائے تو وہ نرا ڈاکوؤں کا ایک سردار دکھائی دیتا ہے، اسلئے کہ فن معاشیات کا علم اسکو اسی قدر تھا کہ لوٹ مار کرکے جو مال جمع ہو اسکو اپنے پیروؤں میں تقسیم کردے، بلکہ اس کے پیروؤں کو یہ بھی شکایت تھی کہ مال غنیمت کی تقسیم میں وہ بہت طرفداری اور نا انصافی کرتا ہے، وہ خود حد سے زیادہ عیش پرست تھا، اور اپنے پیروؤں کیلئے بھی عیش پرستی مباح کر رکھی تھی، اسپر بھی جو کام وہ کرتا تھا، وہ کہتا تھا کہ میں وہ سب خدا کے حکم سے کرتا ہوں - اپنی حکومت کے فائدہ کیلئے کسی اصول کے پامال کرنے میں اسکو ذرا بھی مضائقہ نہیں ہوتا تھا"

"مذکورہ بالا عبارت محمدؐ کے کسی دشمن کے قلم سے نہیں نکلی ہے، بلکہ اسکے ایک پیرو نے تحریر کی ہے اور اسکو رد کرنے کی کسی مسلمان مصنف نے کوشش نہیں کی"

کون مسلمان ہے جسکے تن بدن میں ان سطور کے پڑھتے ہی آگ نہ لگ جائے - اور وہ بے تاب نہ ہوجائے۔ اس ستودہ بارگاہ کبریا کو جس نے دنیا کو حقیقی نیکی سے آگاہ کیا - اور ایک عالم کو پاکیزگی اور روحانیت سے معمور کردیا بعد اسکے کہ وہ ظلم و جور - بدی کے دَور سے مملو تھی - یہ کہنا کہ اس کا چال و چلن خراب تھا حد درجے کی بے شرمی اور بے حیائی ہے - دنیا کا کوئی لیڈر کوئی رہنما کوئی نبی - سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کے اس حیرت انگیز انقلاب کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے ایک ملک کے ملک کی یکسر کایا پلیٹ دی ہو - جس نے ایک قوم کی قوم کو وحشیوں سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا دیا ہو - اور جسکا سرچشمۂ فیض اب تک جاری ہو - اور جسکی قوت قدسیہ چودہ سو سال بعد بھی اسی طرح سرگرم کار ہو - جیسا کہ وہ پہلے تھی جسکی بے نظیر کامیابی بے مثال اور لازوال ہو جس نے دوسروں کو پاک کیا اسے خراب کہنا - اپنی خرابی کا ثبوت بہم پہنچانا ہے - کس ڈھٹائی سے کہا جاتا ہے، کہ اپنا مطلب حاصل کرنے کیلئے جو تجویز چاہتا تھا اسکو عمل میں لاتا تھا - حالانکہ مطلب کے حصول کیلئے کسی تجویز پر ہی عمل کرنا ہوتا ہے البتہ مطلب کی نوعیت اگر بری ہو تو اسے بیان کیا جائے کیا دنیا کو گناہ سے چھڑانا نیکی کی ہدایت دینا انکو خدا سے ملانا برا مطلب ہے جس کا حصول موجب اعتراض ہے - ایسا ہی تجویز کرنا تو کوئی بری بات نہیں البتہ تجویز اگر بری ہو - بدی کا ارتکاب کرانیوالی ہو تو اعتراض ہوسکتا ہے لیکن ہمارے ہادی و رہنما کی سب تجاویز خیر و برکت تھیں، اور تاریخ اسپر شاہد ہے -

کہا جاتا ہے کہ نیک نیّتی کو بالائے طاق رکھنے کی اجازت تھی یہ اس قلب مطہر پر حملہ ہے جس نے
انما الاعمال بالنیّات کو اصل و اصول قرار دیا۔ اور جس نے ہر کام میں نیّت نیک کو فرض قرار دیا
حتّٰی کہ کوئی عبادت۔ عبادت قرار نہ دی جب تک اسکے ساتھ نیّت نہ ہو۔

دیکھئے کس بے انصافی کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے کہ جس طرح چاہا خون اور قتل کرایا۔ حالانکہ حضور پُرنور
ہی وہ شخصیت ہیں جس نے کئی جنگ ہائے مدافعت کیئے۔ مگر اپنا ہاتھ کسی کے خون سے آلودہ نہ کیا۔
جو عین میدان جنگ میں کسی دھوکہ دیکر لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو بھی قتل کر دینے پر ھلا شققت قلبہ
سے زجر فرماتا ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار ایسے پاکباز کو کہنا سیواجی کے پیروؤں کے لئے ہرگز زیبا نہیں۔

لوٹ مار کا مال جمع کرنے کا الزام بالکل نازیبا و ناروا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کا جس وقت
وصال ہوا ہے آپ نے اپنے لئے کوئی جائداد نہیں چھوڑی کوئی مال و متاع نہ تھا۔ لا نرث و نورث
ما ترکناہ صدقۃ کے اعلان نے ظاہر کر دیا۔ کہ آپ کے سامنے دنیا اور دنیا کے زخارف کچھ بھی حقیقت
نہ رکھتے تھے۔

جنگ میں جو مال و متاع دشمن کا قبضے میں آتا ہے تمام مہذّب گورنمنٹیں تمام پرانے اور بڑے بڑے
مذاہب اسکو حلال و جائز قرار دیتے ہیں یہ مسئلہ کوئی اسلام ہی کا نہیں۔ بلکہ ہندو تہذیب ہندو
سلطنت اور خود مرہٹوں کے کارنامے تو نہایت ہی شرمناک ہیں۔

حد سے زیادہ عیاش آپکو وہی کہ سکتا ہے۔ جو یا تو خود عیاش ہے اور اس طرح پر اپنی عیاشی کو
چھپانا چاہتا ہے۔ یا عیاشی کے معنی نہیں جانتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ کئی کئی دن گھر میں کھانا نہ پکنا۔
شدّت گرسنگی سے پیٹ پر پتھّر باندھے رہنا۔ ایک چٹائی پر بستر رکھنا۔ ساری ساری رات نماز
میں گذار دینا حتّٰی کہ پاؤں کا متورّم ہو جانا۔ عیاشی ہے یا حد درجے کا مجاہدہ۔

اپنی حکومت کے فائدہ کیلئے۔ اصول کی پامالی۔ مرہٹی شیوہ تو ضرور ہے مگر محمدی تہذیب محمدی مذہب
یکسر اسکے مخالف ہے۔ ہم تو قرآن مجید میں یہی پڑھتے ہیں۔ کہ جان کے دشمن مشرکین فتنہ پرداز مشرکین
قاتل مشرکین کو پناہ دینے اور انکے مأمن تک پہنچانے کا عین میدان جنگ میں التزام ہے اور باوجود اخراج
کا حکم دینے کے ان سے معاہدات کی پابندی و رعایت سراسر اعجاز ہے۔

مذکورہ بالا مطاعن کو سیرۃ ابن ہشام سے منسوب کرنا۔ اور بھی دیدہ دلیری ہے یہ کتاب دنیا
سے ناپید نہیں ہر جگہ مل سکتی ہے اسمیں سے دکھایا جائے کہ کہاں ایسا لکھا ہے۔

اے کاش جامعانِ مرہٹی انسائیکلوپیڈیا انصاف نہیں تو کم از کم انسانیت سے کام لیتے۔

ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

(انگریزی ریویو لنڈن کا ترجمہ)

{قاضی عبد السلام صاحب بھٹی کی مساعی جمیلہ قابل شکریہ ہیں کہ آپ اردو ریویو کے ناظرین کے لئے انگریزی رسالے کے بعض مضامین کا ترجمہ بہم پہنچاتے ہیں۔ اپریل کے رسالہ میں "مذہبی اتحاد کا بہترین اصل" بھی انہی کا ترجمہ کردہ تھا غلطی سے دوسرا نام چھپ گیا ہیں امید کرتا ہوں کہ ناظرین کرام اس مضمون کو دلچسپی کے ساتھ پڑھینگے۔ جس سے حق طلبی کی کشمکش ظاہر ہے جو آجکل یورپ میں ہو رہی ہے۔ (ایڈیٹر)}

وہ مضامین جو "میرا مذہب" عنوان کے نیچے اخبار "ڈیلی ایکسپریس" میں شائع ہوئے ہیں۔ بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ پکے اور مخلص عیسائی خود اپنے ایمان کو ٹٹولنے لگے ہیں۔ اور ان میں سے بہت اپنی حیرت زدگی میں پادریوں سے اس بات کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔ کہ ہمیں صاف صاف وہ بات بتائی جائے جس پر ہمارا اعتقاد مبنی ہے۔ عوام اسکو کام کی بات اور ضروری امر خیال کرنے لگے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم "جب آمدنی میں سے دسواں حصہ، چندہ یا ٹکس کینٹربری میں دیتے ہیں۔ تو ہمیں اسکے صلہ میں کیا حاصل ہوتا ہے۔ ہم ملک کے اعتقادات کی خاطر روپیہ تو خرچ کرتے ہیں۔ مگر معلوم یہ ہونا چاہئیے۔ کہ وہ اعتقادات ہیں کیا؟" پادری اور بشپ جن کی عالیشان محلوں میں بود و باش ہے۔ اور جنکی آمدنی دس ہزار اور سات ہزار پونڈ سالانہ ہے اب یہ توضیحیں کرنیکی کوشش کر رہے ہیں کہ اسقدر آمدنی انکی ذاتی ضروریات پر صرف ہونے کیلئے نہیں ہے اور اس قسم کے عنوانوں کے نیچے مضامین نکلنے لگے ہیں۔ "چرچ کا کیا عقیدہ ہے تعلیم کی بے ترتیبی اور ہنگامے میں عوام کی حیرت زدگی۔ کیا مذہب ذاتی امر ہے۔ یا ملکی معاملہ ہے۔ وغیرہ۔

مسٹر جیمز ڈگلس نے اخبار "ڈیلی ایکسپریس" میں "ہمارا کیا عقیدہ ہے" کے عنوان سے مضامین کا ایک سلسلہ لکھا ہے۔ اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل میں چند حصے ان میں سے نقل کرتے ہیں:۔

"جو جو بھی نجات پانیکا مدعی ہے۔ سب سے پہلی ضروری بات اسکے لئے یہ ہے۔ کہ وہ کیتھلک ایمان رکھے"۔ (اور کیتھلک ایمان یہ ہے۔ کہ ہم تثلیث میں واحد خدا کی پرستش کریں۔ اور وحدانیت میں تثلیث کی عبادت کریں۔ نہ تو شخصیتوں کو مخلوط کریں۔ نہ ہی اصلیت کو منقسم کردیں)

"سینٹ ایتھینسی اُس" کے مذہبی سسٹم کا یہ پہلا اصول ہے "بک آف کامن پریئر" یعنی عام دُعا و نماز کی کتاب کا یہ حکم ہے۔ کہ یہ عیسائی اعتقاد کرسمس اور دیگر مختلف دعوتوں کے موقعوں پر گایا جایا کرے۔ لیکن آج ایسا شخص تلاش کرنا محال ہے۔ جو "ایتھینیسی اس" عقیدہ اور اسکے نجات کے اصول کو لے سکے اس قسم کے خیالی۔ باریک۔ اور دشوار قوانین کو مانتا ہوا مل سکے"۔

"ہوس آف لیٹی یعنی مجلس شرکاء کلیساء نے گذشتہ ماہ جون میں "ایتھینیسی اُس" عقیدہ پر بحث کی۔ اور یہ تحریک پاس کی۔ کہ ان لعنت آمیز الفاظ کو ترک کر دینا چاہیئے۔

سر ایڈورڈ کلارک نے کہا۔ "اس طرز اعتقاد نے سالہا سال کی میری عبادات کا سرور برباد کر دیا۔ مجھے گرجوں میں گانے والوں کو یہ ہیبت ناک الفاظ گاتے ہوئے سُن کر بے حد تکلیف محسوس ہوتی رہی ہے"۔

"حق یہ ہے۔ کہ پیدائش مسیح کے متعلق یہ خوبصورت کہانیاں تاریخی واقعات نہیں کہلا سکتیں۔ بلکہ محض شاعری ہے۔ حتیٰ کہ متی کے نزدیک مسیحؑ کی جائے پیدائش بیتھلِ ایم (بیت اللحم) ہے۔ اور لوقا کے خیال میں تر زتھ (ناصرہ) "کنواری سے پیدائش" کے قصے دیگر پُرانے مذاہب میں بھی ملتے ہیں۔ گوتم بھی کنواری ماں کا بیٹا تھا۔ ان حقیقتوں کو نظر انداز کرنیکا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ شاعرانہ کہانیاں اور عجوبے طفلانہ باتیں ہیں۔ نہ کہ واقعات۔ یہ محض روحانی مماثلتیں یا تشبیہیں ہو سکتی ہیں۔ نہ کہ تاریخی صحیح حالات"۔

"جس طرح کہ مسیحؑ خدا کا بیٹا تھا۔ اسی طرح ہم سب بھی ادنیٰ اور اعلیٰ لحاظ سے خدا کے بیٹے ہیں"۔

"ریورنڈ آر۔ جے۔ کیمبل کہتے ہیں۔ کہ چوتھی انجیل پڑھتے وقت اس بات کو ٹھیک معلوم کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ کہاں مسیحؑ کا کلام ختم ہو جاتا ہے۔ اور کہاں عبارت آگے انجیل نویس کی شروع ہو جاتی ہے۔ نئے عہد نامہ میں ایک ایسی آیت موجود ہے جسکو عیسائی سب سے زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو وہ یہ ہے:۔ "خدا کو دنیا سے اس قدر پیار تھا۔ کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا پیش کر دیا۔ کہ جو کوئی بھی اس پر ایمان لائیگا۔ ہلاک نہ ہوگا۔ بلکہ ابدالآباد کی زندگی پائیگا"۔ ڈاکٹر کیمبل کہتے ہیں کہ کیا یہ مسیحؑ کے الفاظ ہیں۔ یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا اس میں صیغہ غائب استعمال کیا گیا ہے۔ اور بہت کچھ خود ہی فرض کر کے لکھ دیا گیا ہے"۔

"ڈاکٹر کیمبل ہمیں بتاتے ہیں کہ ڈاکٹر ای۔ الف۔ سکاٹ آج کے دن نئے عہد نامہ کا سب سے زیادہ مشہور اور قابل عالم ہے۔ چوتھی انجیل کے متعلق جو ڈاکٹر سکاٹ نے کتاب تصنیف کی ہے۔

اس میں وہ لکھتا ہے:۔ بالکل ابتداء میں عیسائی خیالات آرامئک (شام کی زبان) کے محاورات کے سانچے میں بیان کیئے جاتے تھے جس میں "بیٹے" کا لفظ وسیع اور غیر مقرر معنوں میں استعمال کیا جاتا تھا یسوع کو خدا کا بیٹا کہنے سے صرف یہ مراد تھی۔ کہ اسکی زندگی اور تعلیم خدائی رنگ رکھتی تھیں۔ اسکے پیرو جانتے تھے۔ کہ اس نے خدا کو انکے قریب کر دیا ہے۔ انہیں محسوس ہوتا تھا کہ خدا کی روح اسپر اُترتی ہے۔ اور وہ اپنے آپکو اسکے (یسوع کے) افعال اور الفاظ میں ظاہر کرتی ہے۔ وہ دھندلا سا اثر جو اسکی زندگی نے انپر ڈالا۔ انہوں نے ایسے ہی وسیع الفاظ میں "خدا کا بیٹا" کہکر اُسے بیان کر دیا۔

"دینیات والے سرے سے ہی اُڑا دینے کی بجائے اسکو روحانی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان نئے لوگوں کے تاریخ کے طریقے سلیم الطبع آدمی کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے۔ کہ عقائد کی کہنہ بنیاد کو فاضل اور تجربہ کار لوگوں کے ہاتھ سے گھن لگ رہا ہے۔ اور وہ انکے نقاد طریقوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ وہ غیر محسوس طور پر یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ یسوع کی خدائی بھی شکل بدل کر ایک موہوم صورت اختیار کر رہی ہے۔ وہ محسوس کر رہا ہے کہ دینیات کا تمام تانا بانا تمثیلات کی دھند بنکر غائب ہوا جاتا ہے۔"

"چرچوں کے پیچیدہ و ادق مسائل بے شمار انسانوں کی روحانی بھوک کو پورا کرنے کے ناقابل ہیں۔ روح کی بھوک ضرور موجود ہے۔ جو گرجوں کے اندر بھی اور باہر بھی ہیں۔ یہ بھوک نہایت ہی تیز ہے جو معمولی سے معمولی دلجوئی پر جو کہیں ملجائے۔ تسلّی پاتی ہے۔"

"موجودہ اہل دینیات اُن کچے اور دقیانوسی خیالات سے رہائی حاصل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں جو انہیں اپنے ناتجربہ کار اور پُرانے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملے۔ وہ یہودی قوانین کے تمام لٹریچر کے اس ڈھیر کی ترمیم و اصلاح کر رہے ہیں جسکی تہ میں یسوع کی روحانی تعلیم صدیوں دبی پڑی رہی۔"

لیکن ہمیں مسٹر جیمز ڈگلس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ "عیسائیت کے بے شمار فرقوں اور مختلف گروہوں پر اسقدر قوانین و مسائل ہیں۔ کہ انکو چھان کر الگ کرنا اور پھر انکو نئے علوم کی روشنی اور موجودہ طرز تعلّم میں تبدیل کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے" اور یہ بالکل سچ ہے انسان کا تراشیدہ مذہب انسانیت کی کبھی تسلّی نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بشپ آف یارک نے عالموں کو کہا کہ "خدا کا حضور حاصل کرنے کی مشق کرو۔" ڈاکٹر لینگ کہتے ہیں: "انسان کے اندر سب سے بڑی قابلیت یہ ہے۔ کہ وہ خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ اگر آدمی پیدا

ہوا۔ اور وہ بڑا طبیعی یا ماہر علم حیات بن کر مر گیا۔ تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انسانیت کے سب سے بڑے پیدائشی حق سے محروم رہا؟"

کیا ہمیں بشپ آف یارک یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا وہ خود بھی "خدا کا حضور حاصل کرنے کی مشق کرتے ہیں"؟ اور کیا وہ خود یا انکے ہمعصر عیسائیوں میں سے ایک فرد بھی اس بات کا مُدّعی ہے۔ کہ اُسے خدا سے ہمکلامی نصیب ہوئی؟ کیونکہ بات یہ ہے۔ کہ صرف اسی طریقے سے ہم خدا کی مرضی معلوم کر سکتے ہیں۔ مگر ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آجکل کے عیسائیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں، جو یہ دعویٰ کرے کہ خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ حق کو پہنچنے کا سب سے چھوٹا راستہ ہے۔ صرف یہ ہی طریقہ تھا۔ جس کے ذریعہ سے دنیا کے انبیاء نے اپنے اپنے زمانوں میں حیرت ناک کام کر دکھائے۔ اور روحانی مُردوں کو انہوں نے زندگی بخشی۔ کیا یہ امر ایک خاص حقیقت پر دلالت نہیں کرتا کہ تمام عیسائیوں میں ایک فرد بھی ایسا نہیں جو خدا سے اپنی ہمکلامی ثابت کر سکے۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پھر کیا ہم بجا طور پر یہ نتیجہ نہیں نکال رہے۔ کہ عیسائیت مر چکی۔

سچائی کے متلاشیوں کو چاہیئے کہ احمدؑ کے دروازے کو کھٹکھٹائیں۔ جو خدا سے وحی پاکر زمانے کی اصلاح کے لئے آیا ہے۔ اور انہیں چاہیئے کہ روحانی زندگی کے اُس آب حیات کو چکھیں جسکے پینے سے انسان واقعی ہمیشہ رہنے والی اور ہمیشہ ترقی کرنیوالی بلندی پر جا پہنچتا ہے۔ مبارک ہیں وہ۔ جو اسپر ایمان لائیں!

احمدیت مغربی لٹریچر میں

برچ اسیمبلی کی قائم شدہ کمیٹی نے اپنی رپورٹ موسومہ "اسلامی دنیا سے آواز" میں یوں لکھا ہے:

"ہندوستان میں سے احمدی فرقے نے اپنی اشاعت تین براعظموں کی سرزمین میں پھیلا دی ہے۔ اور اپنے ووکنگ اور برلن کے مشنوں کے ذریعے سے اس کوشش میں ہیں کہ انگلستان کو اسلام کے حلقہ میں لے آویں، ہندوستان سے آیا ہوا اسلامی لٹریچر دنیا میں ہر جگہ دوکانوں پر مل سکتا ہے۔ اور اسلامی مشنریوں نے ٹرینیڈاڈ۔ لیگوس۔ پیکن اور چین کے مختلف مرکزوں میں مساجد قائم کردی ہیں"

"بہت کم لوگ ہیں جنکو یہ معلوم ہے۔ کہ اسلام کی منتظم کوششیں تمام دنیا کو اپنے دائرہ میں لانے کیلئے کہاں تک پہنچ چکی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ بانٹو اقوام کے لئے اسلام اور عیسائیت کے درمیان ایک عظیم الشان جنگ شروع ہونیکے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیپ ٹاؤن میں اسوقت تیئیس ۲۳ مساجد ہیں۔ اور تمام علاقے میں اسلام عیسائیت کا خوفناک مقابل بنکر ابھرتا چلا آرہا ہے۔ جون ۱۹۲۵ء کے ریویو آف ریلیجنز میں ایک مسلمان یوں رقمطراز ہے "ہمارا گولڈ کوسٹ کا مشن بہت استقلال کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے بھائی ملک کے مختلف حصوں میں مساجد اور سکول تعمیر کر رہے ہیں"

"اسلام کی قومی تحریکوں نے ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ جس نے کہ لوگوں کے مطمح نظر کو بدل ڈالا ہے۔ انکے عقائد میں کئی طرح سے تبدیلی کر دی ہے۔ انکے دلوں کو نئے اور غیر مسلم اثرات قبول کرنیکے لئے کھول دیا ہے۔ اور آج سے چند سال قبل جسکو اسلام کا مستقل جزو قرار دیا جاتا تھا۔ اسکا بہت سا حصہ مٹا دیا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقوں میں اسلام میں سے ایک نیا اسلام پیدا ہو رہا ہے۔ جو اسلامی عقائد کو موجودہ ضروریات کے مطابق پیش کرنا چاہتا ہے۔ یہ اسلام کی نئی صورت انگلستان میں ووکنگ اور پٹنی کے مسلمانوں کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اور اس قسم کے خیالات کے مسلمان اسلامی دنیا کے اور کئی حصوں میں پائے جاتے ہیں"

"لنڈن کوارٹرلی ریویو" میں "اسلام کے مستقبل" پر مسٹر ایف۔ ڈبلیو۔ کارڈن مضمون لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔ "اسلام کے اندر نئے سلسلوں میں سے صرف دو نمایاں معلوم ہوتے ہیں جنمیں سے ایک دوسرے کی شاخ ہے۔ اس خلافِ دین احمدیہ فرقہ کی بنیاد ۱۸۳۹ء میں ایک شخص مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ڈالی۔ جو پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے اصل جماعت کا اب بھی اپنا مرکز قادیان میں ہے۔ لیکن اسکی ایک زیادہ جفاکش شاخ لاہور میں قائم ہو چکی ہے۔ دونو گروہ یورپ اور اضلاع متحدہ امریکہ میں نئے پیرو پیدا کرنے میں سرشار ہیں۔ اور خصوصاً امریکہ میں بہت سے نومسلم حاصل کر لینے پر نازاں ہیں۔ شکاگو اور ووکنگ میں انہوں نے مرکز قائم کر دئیے ہیں۔ قادیانی گروہ شکاگو میں ایک سہ ماہی رسالہ شائع کرتا ہے۔ جسکا نام "مسلم سن رائز" ہے اور ووکنگ میں لاہوری فریق انگریزی ماہوار رسالہ نکالتا ہے۔ جسکا نام "اسلامک ریویو" ہے۔ یہ دونو نئے زمانہ کے گروہ قرآن کو اسکی پاک عربی زبان سے دوسری مختلف زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں

انکا یہ دعویٰ ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ صرف اُن پر غشی طاری ہوگئی تھی اور کہ "مرہم عیسیٰ" کے استعمال سے اُنکے زخم اچھے ہوگئے تھے۔ ان واقعات کے بعد وہ کشمیر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور سری نگر میں فوت ہوگئے۔ جہاں انکی قبر آج تک موجود ہے۔ اور معلوم ہے۔ اس گروہ کا یہ مقصد نہیں کہ عیسائیت کو اسلام کے ساتھ مصالحت کے ساتھ ملا دیا جائے بلکہ یہ تعلیم دینا ہے۔ کہ اسلام مسیح کی تعلیم کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ اور یسوع وہ مہدی ہے جسکا انتظار کیا گیا ہے اور جو آخری ایام میں آئیگا۔ اور دنیا کو صحیح مسلک پر چلائیگا۔ یہ سلسلہ جس میں کہ بہت سے ہندوستانی فاضل شامل ہیں۔ جو عیسائی لٹریچر اور علوم سے اچھی طرح واقف ہیں کھلی کھلی عقلی اپیل کرتا ہے۔ اور تشدد اور جبر کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا کہ اسکے کئی پیرو اپنے عقاید کی وجہ سے افغانستان میں قتل کر دیئے گئے۔"

دنیا ظہور مصلح کیلئے بیتاب

سنہ ۱۹۱۱ء سے مسز بسنٹ تھیوسافیکل سوسائٹی کو کہ رہی ہیں کہ "دنیا کا مصلح" عنقریب ظاہر ہوگا اصلاحات آہستگی سے آیا کرتی ہیں۔ اور تیاری کے سامان پہلے مہیا رکھنے چاہئیں۔ اس آئے دن کی مصائب میں مبتلاء دنیا کو "مسیح" دیتے ہوئے مسز مذکور کو چودہ برس گذر گئے۔ پچھلے سال ۱۱ اگست کو "رومن سٹار کانگریس" میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے اعلان کیا۔ "دنیا کا مصلح" بہت جلد رونما ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ اسکی آمد کے لئے تمام تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں۔ "لیکن کیوں نہ آپ ذرا اور ٹھیر جائیں۔ تاکہ آپکا "مسیح" ذرا پختی عمر حاصل کرلے؟۔ کیونکہ اسوقت وہ صرف ۲۸ برس کا نوجوان ہے)" یہ سوال تھا۔ جو طبعی طور پر پیدا ہوا۔ اس کا جواب جو لیڈی مذکور نے دیا۔ یہ تھا "مسیح" کی آمد کے بہت جلدی آنیکی ایک وجہ ہے۔ یورپ پر نظر ڈالو۔ اور غور کرو۔ کہ یہ عظیم الشان براعظم کن خوفناک حالات کے نیچے گذر رہا ہے۔ ہر طرف جنگ وجدل کے خوف میں وہ جنگ جو کہ جنگ کا خاتمہ کرنے کے لئے کی گئی تھی، اپنی تمام مصیبتوں کے ساتھ بظاہر دنیا بھول گئی ہے۔ اور قومیں نئی سائینٹفک ایجادیں نکال رہی ہیں۔ تباہی عمل میں لانے کے لئے نئے انجن بنائے جارہے ہیں۔ تاکہ بنی نوع انسان کو موت کے گھاٹ اُتارا جائے۔ ہم روز اپنے اخبار کو دیکھتے ہیں۔ اور ہم اس میں ایک اور جنگ برپا ہوجانے کے خطرات کا پیدا ہوجانا پڑھتے ہیں۔ اقتصادی اور ملکی جھگڑوں

اور فسادوں کے تذکرے سُننے میں آتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یورپ پھر جنگ میں کود پڑیگا۔ تم یہ قطعاً نہیں کہہ سکتے۔ کہ امن قائم ہوگیا۔ یہ مانا کہ ایک کاغذ پر صلح کے دستخط ہو چکے۔ لیکن وہ امن کدھر ہے۔ جس کا کہ اعلان کیا گیا تھا۔ اس حسد و نفرت کے جذبات میں جو مختلف قوموں کے مابین واقع ہیں۔ اور اُس ہر ایک بات کے اندر جو کہ انسانی اخوت کے خلاف ہے۔ اُردو سیاہی کے سرغنوں کی یہ خواہش ہے۔ کہ "آنیوالے" کو روک دیں۔ لیکن وہ ہرگز نہیں روک سکتے صرف اس صورت میں کہ ہم ہی بے وفا ہو جائیں۔ اسکی آمد کو التوا میں ڈال سکتے ہیں۔ ہاں اس توقع پر کہ آنیوالی جنگ کی ضرورت کو روک دیا جائے "شہزادۂ امن" نے یہ پسند کیا۔ کہ وہ جلدی تشریف فرما ہو جائیں وہ اپنی منتخب گاڑی پر سوار ہو کر تشریف فرما ہونگے۔ نہ کہ اُن برکات و فیوض میں جو وہ ہر وقت ہی بھیجتے رہتے ہیں مگر جو ہمارے دور اختلافات کے دھوئیں میں ہی کہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ یعنی ہم تک پہنچتے ہی نہیں۔ پس انکی تشریف آوری کچھ سال قبل از وقت وقوع پذیر ہوگی ہاں ہاں انہوں نے (میں بڑے ادب احترام سے کہتی ہوں)۔ ذرا جلدی آجانے کی تکلیف ان بہت بڑی امیدوں کی بنا پر گوارا فرمائی ہے کہ "انکی دنیا" میں ایسے دل کثرت سے موجود ہونگے جو انکی آمد اور موجودگی کا حق ادا کریں گے۔ تاکہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ ہمارے اندر کچھ سال پہلے کام کر سکیں ؛

آنیوالا اوتار

"کالپاکا" میں مسٹر وکرڈ ای۔ کردھر زیر عنوان مندرجہ بالا اپنے ایک مضمون میں گیتا۔ بدھ اور عیسائی مذہبی کتب کی پیشین گوئیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور آخر میں رقمطراز ہیں کہ دنیا کا مصلح اب سے سال کے اندر ظاہر ہو جائیگا۔

فرماتے ہیں :- "دنیا کا مصلح کسی خاص قوم یا نسل کی طرف داری نہیں کریگا۔ بلکہ ان ابدی حقیقتوں کی تعلیم دیگا۔ جو کہ تمام میں ودیعت ہیں" "وہ دنیا میں خاموشی کے ساتھ ظہور فرما ہوگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ چور آتا ہے۔ وہ اپنا مقناطیسی اثر ڈال رہا ہے۔ جو کہ تمام دنیا میں سرایت کر گیا ہے۔ اُن واقعات کے سلسلہ کو دیکھ کر جو اسوقت ظاہر ہونگے۔ تمام دنیا حیرت و استعجاب میں پڑ جائیگی"

ہم مضمون نویس کی اس رائے کے ساتھ بالکل متفق ہیں۔ لیکن صرف اسقدر گذارش

کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ "دنیا کا مصلح" ظاہر ہو چکا ہے۔ اور وہ احمد نبی ہیں۔ جو قادیان میں ۱۸۳۵ء میں دنیا پر ظاہر ہوئے۔ اسوقت سے مسٹر کروم مانتے ہیں۔ کہ "حالات زمانہ حیرتناک طور پر پلٹے کھا رہے ہیں۔ خیالات و افعال کے تمام سلسلے عظیم الشان تبدیلیوں کے نیچے سے گذر رہے ہیں۔ زبردست سے زبردست جنگیں برپا ہوئیں۔ اور معاشرتی اور تمدنی بغاوتیں تو روزمرہ کی کہانی ہو گئی ہے" اس آنیوالے نے کسی خاص قوم یا نسل کی طرفداری نہیں کی یہ انہیں ابدی حقیقتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ جو سب میں موجود ہیں۔ یہ آنیوالا مشرق سے رونما ہُوا۔ اور آیا بھی چور کی مانند۔ روحانی مقناطیس حیرت انگیز طور پر تمام عالم میں پھیلا۔ پیشگوئیوں میں جس مصلح کا نام ہے۔ وہ یہی ہے۔ اور ماسوا اسکے اور کوئی نہیں۔ اگر مسٹر کروم نہیں مانتے۔ تو آنیوالے کے لئے سات سال تک انتظار کر کے دیکھ لیں۔ مگر ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ اب اسکے بعد کوئی بھی ظاہر نہ ہوگا ❊

المقتبسات والملتقطات

سینٹ پال کے مشہور ڈین انجی نے چرچ مینز یونین کی شاخ اکسفورڈ میں تقریر کرتے ہوئے ذیل کے فقرات کہے:۔

بہت سے کلیسائی یہ کہینگے۔ کہ آزاد خیال تحریک کی جگہ کلیسیا سے باہر ہے۔ لیکن غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اگر وہ تمام باتیں کہ جو آزاد خیالی سے تعلق رکھتی ہیں۔ کلیسیائے انگلستان کے اندر نظر آئیں۔ کلیسیا کا اب اس بات پر ایمان بنایا جاتا ہے کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ اور کہ آسمان ایسی جگہ ہے۔ جہاں ہم اگر ہمیں رستہ معلوم ہو تو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے پہنچ سکتے ہیں۔ اور کہ دوزخ ہمارے قدموں کے نیچے ہے۔ اور کہ جیسا کہ ازمنہ متوسطہ کے دینی رہنماؤں کا خیال تھا۔ آتش فشاں پہاڑ عالم سفلی کی آبادی کے بہت بڑھ جانے کی وجہ سے پھٹتے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ بات ہے۔ جس کو کوئی تعلیم یافتہ شخص قبول نہیں کر سکتا۔ اور نہ کبھی سمجھدار شخص نے قبول کیا ہے۔ اگر یہ سب باتیں فی الحقیقت یونہی ہوتیں تو کلیسیائے انگلستان میں آج بیوقوفوں اور کذابوں کے سوائے اور کسی کی جگہ نہ ہوتی۔ موجودہ کلیسیائیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ کلیسیا کو آج مشکلات کا مقابلہ کرنا اور آزادانہ

تحقیقات سے انہیں حل کرنا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے معتمد شخص یا کسی روایت کے ذریعہ سے تمام باتیں طے ہوگئی ہیں اور کہ ہمیں صرف انہی اصولوں کو ماننا ہے جو قرونِ اولیٰ میں وضع کیئے گئے۔ بلکہ ہمیں ان موجودہ اکتشافات کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ جو فلسفہ تاریخ اور تنقید اور سب سے بڑھ کر نیچرل سائنس کے متعلق ہمارے سامنے آئے ہیں۔ قدیم مذاہب کی موجودہ تحقیقات نے ایسی ایسی چیزوں کو ظاہر کیا ہے۔ جو موجودہ دل و دماغ کے لئے قابل قبول ہیں۔ اور انکے لئے کوئی رستہ اسکے سوائے نہیں چھوڑتیں۔ کہ مذہبی معاملات کے متعلق وقتی معتقدات اور دوسروں سے حاصل کی ہوئی آرائے کو رد کردیں"؀

(۱) ۲۵۔ ستمبر کو مختلف سورج دیوتا ایران سے لیکر مصر اور روما تک تمام درمیانی ممالک میں رات کے بارہ بجے کے بعد حمل بکر سے پیدا ہوئے۔ انکی جائے پیدائیش کے متعلقہ واقعات قریب قریب وہی ہیں جو انجیل میں ولادت مسیحؑ کے متعلق ہم پڑھتے ہیں۔ بہر حال یہ چار باتیں متفقہ ہیں۔ ۲۵۔ تاریخ رات کے بارہ بجے بعد حمل باکرہ۔ اور غریب و مسکین حالات پیدائیش۔ (۲) یہ سب کے سب دیوتا بروز جمعہ قبل از ایسٹر دشمن کے پنجہ میں گرفتار ہوئے مصلوب مقتول مذبوح ہوئے یہ سب کچھ خلق اللہ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ہوا۔ (۳) یہ سب کے سب دو دن قبر میں رہے۔ اور انہوں نے عذاب جہنم چکھا تیسرے دن اتوار کو قبر سے نکلے اور ان میں سے بعض آسمان کو گئے۔

ان تین مسلمہ واقعات کے علاوہ ان میں سے بعض کے حواری بھی بارہ (برج) تھے۔ ان کا نشان بھی بچھڑا تھا۔ ان میں سے بعض کے پہلے معجزہ کو بھی مسیحؑ کے معجزہ اوّل کی طرح شراب سے تعلّق ہے۔

انجیل مسلّمۃً محرف کتاب ہے انجیل کے سوا اسوقت کی کسی اور کتاب میں مسیحؑ کے حالات ہمیں نظر نہیں آتے۔ صرف انجیل ہی ہماری مدار علیہ ہے اور وہ مسلّمۃً محرف ہے۔ مسیحؑ سے ایک صدی سے زیادہ عرصہ کے بعد کی لکھی ہوئی یہ کتابیں ہیں۔ پھر کیوں یہ امر تسلیم نہ کر لیا جائے کہ عیسائی مذاہب کو دنیا کے کفریات میں ہر دلعزیز کرنے کے لئے جہاں یہ تین تاریخیں یعنی تاریخ ولادت تاریخ صلیب تاریخ حشر لیلی گئیں۔ وہاں یہ واقعات بھی لے لئے گئے۔ اور ان واقعات کے ساتھ دنیا کے کفریات میں جو عقائد وابستہ تھے۔ وہ عقائد بھی ساتھ لے لئے گئے۔ اگر ان قضایا کے ماتحت یہ نتیجے مستنبط نہیں ہوتے۔ تو عیسائی دوست از روئے منطق و قیاس ہمیں بتلائیں۔ کہ اور کیا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔

پھر سب سے بڑھ کر رسم بپتسمہ یا اصطباغ و رسم عشاء ربانی بھی مسیحؑ سے پہلے ملت کفریات میں ہر جگہ موجود تھیں۔ اگر مسلمہ یہ سابقہ باتیں ہیں۔ تو کیوں نہ سمجھا جاوے۔ کہ مستعمران مسیحیت نے یہ سب کا سب مسالہ باہر سے لیا۔"

پُر حکمت اصولِ والدین کیلئے
کیریکٹر کی بُنیاد

ڈاکٹر ایولیبن سے ویل آف ہادے سٹریٹ نے بچّوں کی تربیت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ والدین کو ضروری ہے کہ اپنے بچّوں کو خطرات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالیں۔ حفاظت اور بچاؤ پر سب کچھ قربان کرنے کا اصول بچوں کی دلیری اور جفاکشی کی عادت اور ترقی کی خواہش کو مار دینا ہے۔

انہوں نے فرمایا۔ کہ بچّے کی طبیعت مثبت ہے منفی نہیں۔ اور کوئی اور جانور زندگی کو ایسی گرم جوشی سے شروع نہیں کرتا۔ وہ ان تکالیف پر چیخ پڑتا ہے۔ جنہیں ایک کُتّے کا بچہ خاموشی سے برداشت کر لیتا ہے۔ جہاں کُتّے کا بچّہ خاموشی سے سردی یا بھوک سے مر جاتا ہے۔ وہاں انہیں حالات میں انسان کا بچّہ اصرار کے ساتھ اپنی ضروریات کا اظہار کرتا ہے۔ جو لوگ کسی بچّہ کی تربیت کریں۔ انہیں ابتداء سے ہی حالات کا مقابلہ کرنیکی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور یہ اچھی طرح سے ذہن نشین کرا دینا چاہیئے۔ کہ اس دنیا میں نہ حالات اس درجہ تک مشکل ہیں۔ کہ گذارا نہ مل سکے۔ نہ اتنے آسان ہیں۔ کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ اگر دایہ ہمیشہ ہی پہلے نہانے کو ملتوی کرتی رہے۔ اور بچّے کو گرم رضائی میں لوٹا دیتی رہے۔ تو وہ بچّے میں خیال پیدا کر دیگی۔ کہ ہر حالت میں کوئی نہ کوئی آسانی کی راہ ضرور ہوا کرتی ہے۔

اگر رونے کے جادو سے بچّہ اکثر اپنی منوا لیا کرے۔ تو بچّے کے نزدیک زندگی ایک آسان سی بات رہ جاتی ہے بچّہ کو سکھانا چاہیئے۔ کہ وہ اچھی عادتوں میں لذّت پاوے۔ اطاعت کا جذبہ نہایت اعلیٰ چیز ہے۔ مگر ضروری ہے۔ کہ اسکی صحیح رہنمائی کیجاوے فرمانبرداری کی عادت صرف اسی قسم کے بچّوں کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ جو اعتماد پر مبنی ہو۔ یعنی دلی فرمانبرداری جراءت میں مہارت کی عادت کے متعلق ڈاکٹر ویل نے کہا۔ کہ چھوٹا بچّہ جو اِدھر اُدھر آزادانہ طور پر ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ گرے تو کم تکلیف اٹھاتا ہے۔ کیونکہ وہ گرتے وقت اپنے پٹھوں کو بلّی کی طرح ڈھیلا چھوڑتے ہوئے گرتا ہے۔ برخلاف اسکے سیانا بچّہ جسے ہر وقت چوٹ کی تکلیف سے ڈرایا جاتا ہے۔ ڈر کے مارے اپنے پٹھے سکیڑ لیتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گرنے پر وہ اور بھی زیادہ تکلیف اٹھاتا ہے۔ دلیری اور امنگ بھی اس طرح ایک ساتھی سے دوسرے ساتھی میں چلی جاتی ہے جس طرح خوف اور بدمزاجی۔

ابتدائی ہفتوں میں بچّے کی تربیت کے ضروری امور مختصراً ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں:۔

شرط اوّل۔ تربیت کنندہ کے دل میں تھکن اور فکر نہ ہو۔ **شرط دوم**۔ کشمکش سے بچنا جو بچے کی مخالفت کو زیادہ کرے۔ **شرط سوم** دل خوش کن احساسات سے تعلق رکھنے والی طاقتوں کے استعمال کے مواقع بہم پہنچانا۔ **لازمہ چہارم**۔ کسی بچے کو شریر نہ کہا جاوے جب تک کہ وہ اس لفظ کے معنوں کو سمجھ نہ جائے۔

ڈاکٹر سے ویل نے کہا۔ کہ میرا یقین ہے۔ کہ بہت سے نوجوانوں کی قلبی تکالیفات اس بات کا نتیجہ ہیں کہ بچپن میں انہوں نے جن باتوں کو بُرائی سمجھا۔ نہیں اور ان باتوں میں جو فی الحقیقت بُری ہیں وہ تمیز نہیں کر سکتے۔ **امر پنجم**۔ ابتدائی ڈر ہرگز نہ دبائے جائیں۔ اور نہ معمولی سمجھے جائیں۔ انکا ایسی طرح سے مقابلہ کرنا چاہئیے۔ کہ بچہ یا تو یہ سمجھ سکے۔ کہ وہ بے بنیاد ہے۔ مثلاً کتے کا ڈر۔ اور یا دلیری سے مقابلہ کرنا سیکھے۔ مثلاً کسی بڑے جانور کا ڈر۔

کسی ڈرے ہوئے بچے کو یہ بتانا۔ کہ تو ڈرا ہوا نہیں ہے۔ ایسا ہی بیہودہ ہے۔ جیسا کہ زخمی بچے کو بتانا۔ کہ وہ زخمی نہیں ہے۔ ایسی تمام حالتوں میں بچہ یہ سمجھ جاتا ہے۔ کہ مجھ سے جھوٹ کہا جا رہا ہے۔

ایسے ڈر تو شاید بچے کے وہم و گمان میں بھی نہ گذرتے۔ بسا اوقات سیانوں کے بچوں کے سامنے بیماریوں۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا ذکر کرنے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

ان لوگوں کو جو اپنے تئیں بیہودہ خوفوں سے بچا نہیں سکتے۔ یہ تو کرنا چاہئیے۔ کہ اپنے بچوں کے سامنے انکا ذکر نہ کریں۔

وصیت ۲۳۵۸ع۔ میں محمد الدین ولد بھولا قوم گھمیار۔ ساکن بدّو کے ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری موت کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مذکور کر جاؤں وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جائینگی میری موجودہ جائداد خانگی قیمتی صما روپیہ اور مکان قیمتی ۲۰۰ روپیہ ہے۔ ۱۶ ۱/۲۶ الموصی۔ محمد الدین ولد بھولا گواہ شد۔ مرزا محمد حسین سکرٹری جماعت احمدیہ ترگڑی۔ گواہ شد۔ نور الدین احمدی بقلم خود سکنہ ترگڑی۔

وصیت ۲۳۸۲ع۔ میں کریم اللہ ولد حافظ اللہ دتا قوم متعال زمیندار ساکن متعال ضلع جہلم کا ہوں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں موجودہ جائداد اراضی پانچ کنال ۲ مرلہ قیمتی سہ صد روپیہ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے میں تا دم زیست اپنی ماہوار آمد کا جو اسوقت مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار ہے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن مذکور یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جسکا ۱/۱۵ حصہ میں نے اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو اُسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں کچھ روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن مذکور کروں تو وہ حصہ موعودہ سے منہا کیا جائیگا۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۲۶ء الموصی۔ کریم اللہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ عطا محمد امیر جماعت احمدیہ جہلم بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد میم کلرک پرجہلم کسال ارکل نوم

وصیت ۲۳۸۵ع۔ میں سائیراں زوجہ غلام قادر قوم بھٹی ساکن اہتال تحصیل برجوری ضلع پاسی ریاست جموں کی ہوں جو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت زیور۔ مہر۔ مال مویشی قیمتی یکصد روپیہ کی ہے میں اسکے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میں یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس جائداد

کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اُسکے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کرجاؤں۔ وہ حصہ موعودہ سے منہا کیجائیگی فقط۔ کاتب الحروف شیخ امام الدین احمدی سید والہ ۲۹ ۱۲/۲۵ بمقام قادیان لکھی گئی۔

گواہ شد:۔ نشان انگوٹھا غلام احمد خاوند موصیہ۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا ساہبراں۔ گواہ شد:۔ فضل الدین ساکن بقلم خود۔

وصیت ۲۳۴۳ ۱۵۸۴ - ۱۷۱۹ - میں عبداللہ ولد میاں غلام دین مرحوم قوم ارائیں ساکن چک ۲۷۶ رکھ برانچ تحصیل و ضلع لائلپور کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنیکے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجاویگی (۳) میری موجودہ جائداد یہ ہے اراضی زرعی ۱۸ ۱/۲ گھماؤں ہے۔ واقعہ موضع گوکھووال چک ۲۷۶ رکھ برانچ ضلع لائلپور میں ہے۔ اور جائداد منقولہ یعنی مال مویشی انداز اً تین صد روپیہ کا ہے فقط بقلم خود سید محمد طفیل کاتب الحروف۔ العبد:۔ بقلم خود عبداللہ ولد غلام دین مرحوم چک ۲۷۶ گوکھووال۔

گواہ شد:۔ محمد یعقوب ولد کریم بخش سب انسپکٹر بنک گوکھووال۔ گواہ شد:۔ بقلم خود سید محمد طفیل چک ۲۷۶۔

وصیت ۲۳۴۹ - میں رکن الدین ولد حسن دین قوم ارائیں ساکن لدھیانہ محلہ چھاؤنی تحصیل و ضلع لدھیانہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ٹم ٹم مع ایک اسپ جسکی قیمت ما عـ۱۲۰ـہ روپیہ ہیں۔ اور ایک جوڑا نقرہ جسکی قیمت للعـہ روپیہ ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد عـہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز جائداد مندرجہ بالا اور کسی ایسی جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جسکا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا نہ کردیا ہو۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کردیا جاویگا۔ الموصی نشان انگوٹھا رکن الدین بمقام قادیان لکھی گئی۔ گواہ شد:۔ منشی عبدالکریم قادیان گواہ شد:۔ بقلم خود عبدالعزیز بٹالوی۔ گواہ شد:۔ محمد جی نمبردار عثمانپور۔

وصیت ۲۳۴۶ - میں مسماۃ جیواں زوجہ میاں رکن الدین ارائیں ساکن لدھیانہ محلہ چھاؤنی تحصیل و ضلع لدھیانہ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیورات قیمتی ۹۶ روپیہ جو کہ مہر میں مجھ کو ملے ہوئے ہیں۔ اسکے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی اگر میری وفات کے وقت میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز رقومات میں

اپنی زندگی میں بمدِ وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیا جاویگا بمقام قادیان۔ گواہ شد:۔ رکن الدین خاوند موصیہ۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا موصیہ جیواں زوجہ میاں رکن الدین ۱۳/۲۵ گواہ شد:۔ منشی عبدالکریم۔ کاتب الحروف:۔ عبدالعزیز بٹالوی ÷

وصیت ۲۳۸۳۔ مَیں (ڈاکٹر) محمد شفیع ولد مہربان علی قوم شیخ صدیقی ساکن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڑھ ضلع انبالہ کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ البتہ [illegible] ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ لہٰذا اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہونگا۔ (تا زیست) جوں جوں آمدنی میں کمی بیشی ہوتی رہیگی حصہ موعودہ میں بھی کمی بیشی ہوتی رہیگی نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی ایسی جائداد میری پیدا یا ثابت ہو جو آمد ماہوار سے تو نہ بنی ہو بلکہ کسی اور طریقہ سے ملجاوے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (نوٹ) وصیت یکم مارچ سنہ ۱۹۲۶ء سے تصور ہوگی۔ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۲۶ء الموصی خاکسار محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ سرجن کبیر والہ گواہ شد:۔ خاکسار صالح محمد سیکرٹری انجمن احمدیہ علی پور ملتان بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد فاضل احمدی سکنہ کبیر والہ بقلم خود ÷

وصیت ۲۳۸۴۔ مَیں ہاجرہ بیگم زوجہ ڈاکٹر محمد شفیع قوم شیخ صدیقی ساکن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڑھ ضلع انبالہ حال وارد کبیر والہ ضلع ملتان کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمدِ وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی۔ موجودہ جائداد زیورات قیمتی اسا صد روپیہ ہیں۔ پیشتر ازیں مَیں اپنا حق مہر بتمامہ چندہ مسجد برلن میں دے چکی ہوں جو جماعت دھار میں داخل ہوا تھا۔ اگر میری زندگی میں جائداد بڑھ جاوے تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ہاجرہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد:۔ خاکسار محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ سرجن کبیر والہ۔ گواہ شد:۔ خاکسار صالح محمد سیال سکنہ باگڑ ضلع ملتان ÷

وصیت ۲۳۸۵۔ مَیں غلام قادر ولد سادن قوم گکھڑ ساکن رہتال تحصیل رجوری ضلع ریاسی کا ہوں۔ جو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت قیمتی ۳۰۰ روپیہ کی ہے لیکن میرا گذارہ صرف اسی جائداد پر نہیں۔ بلکہ کاشتکاری پر ہے جو کہ ششماہی آمد للوعہ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کیگئی ہو۔ جسکا ۱/۱۰ حصہ مَیں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی

مالک میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی- اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا- کاتب الحروف شیخ امام الدین- بمقام قادیان لکھی گئی- گواہ شد: فیضل الدین بھٹی سکنہ رہتال- العبد: غلام قادر الموصی- گواہ شد: فتح الدین جگیپو سیالکوٹ*

وصیت ۲۳۵۵ - میں سردار بیگم زوجہ شیخ رفیع الدین احمد ساکن ننگل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کی ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں- اس وقت میری جائداد زیور طلائی و نقرئی قیمتی صمام روپیہ ہے اسکے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں- نیز آئندہ کیلئے بھی یہ وصیت کرتی ہوں- کہ میری وفات پر اسکے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی- اگر ایسی جائداد میں سے کچھ حصہ میں اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کر دوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی- مہر میں نے چھوڑ دیا ہوا ہے- شرط اول کے عہ داخل کرتی ہوں- ۱/۲۶ ۹ گواہ شد: شیخ رفیع الدین احمد خاوند موصیہ- العبد: سردار بیگم بقلم خود- گواہ شد: عبد الغنی نائب تحصیلدار سب تحصیل تولہ ضلع منٹگمری*

وصیت ۲۳۶۹ - میں کرم بی بی زوجہ رحیم بخش قوم لوہار ساکن خانانوالی تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کی ہوں- جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں- میری موجودہ جائداد للعہ روپیہ جو کہ حق مہر کی ہے- اس میں سے ۱/۱۰ حصہ جائداد کی وصیت کرتی ہوں- اور اگر آئندہ میری کوئی جائداد بڑھیگی تو میں اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کردونگی- اگر میں فوت ہو جاؤں- تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اختیار ہوگا- کہ میرے وارثان سے وصول کر لے اور اگر کوئی قواعد نئے جاری ہونگے تو انکی بھی پابند رہونگی- ۱/۲۶ ۲ الموصیہ کرم بی بی زوجہ رحیم بخش- گواہ شد: خدا بخش سکنہ میانوالی بقلم خود- گواہ شد: بقلم خود رحمت خاں- گواہ شد: رحیم بخش خاوند موصیہ*

وصیت ۲۳۸۸ - میں شیخ چراغدین ولد ڈھمن سکنہ لدھے والہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ اسوقت میری جائداد کی قیمت دو سو روپیہ ہے اور ماہوار آمد مبلغ ھہ روپیہ ہے آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل کرتا رہونگا اور بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جسکا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ انجمن مذکور نہ کیا ہو میری وفات پر اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی نیز جو رقومات میں ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ انجمن مذکور کردوں تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا فقط الموصی- چراغدین- گواہ شد: محمد الدین مدرس مدرسہ سرگودھا بقلم خود- گواہ شد: غلام احمد ولد نور علی جٹ جالب بقلم خود*

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی

کف وکھانسی کی دوا

کھانسی ام الامراض ہے یہ مثل بالکل درست ہے کیونکہ کھانسی کی وجہ سے مختلف مرض پیدا ہوتے ہیں سردی کے ابتدا میں کھانسی ہوتی ہے۔ اگر بروقت علاج نہ کیا گیا۔ تو سانس کی نلیوں میں بلغم جمع ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ دم کی رکاوٹ پسلیوں میں درد۔ بخار۔ دق سل۔ مراق وغیرہ مختلف امراض میں مریض مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سردی یا کھانسی شروع ہوتے ہی مناسب دوا کرنا لازم ہے ایسی مہلک مرض کا قلع قمع کرنے کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی ایجاد کردہ کف وکھانسی کی دوا از حد مفید ہے وقت ضرورت کے لئے ہر گھر میں اس کی ایک شیشی موجود رکھنی چاہیئے قیمت فی شیشی کلاں ایک روپیہ چار آنے (عہ۱) خورد دس آنہ (۱۰/) محصولڈاک و پیکنگ آٹھ آنہ (۸/) و چھ آنہ (۶/)

دمہ دم کے ساتھ ہے یہ بات صریح غلط ہے۔

کیونکہ ڈاکٹر برمن کی ایجاد کردہ "دمہ کی دوا" عرصہ ۴۲ سال سے ہندوستان ہر حصہ میں شہرت کے ساتھ مفید ثابت ہوئی اور لاکھوں مریض ہر سال شفا پا رہے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مریض بازاری زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ۔ بھنگ۔ بلاڈونا۔ پوٹاس وغیرہ مضر اشیاء آمیز دوا استعمال کرکے بجائے فائدہ کے نقصان اٹھا کر مایوس ہو بیٹھتے ہیں۔ اور عمر غیر طبعی میں مارے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کی کیمیائی اصول سے بنائی ہوئی "دمہ کی دوا" ایک بیش قیمت جوہر ہے۔ اس کی ایک ہی خوراک سے دمہ موقوف ہو جاتا ہے اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے نابود ہو جاتا ہے۔ اور کبھی دمہ کا دورہ نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ آزما کر دیکھئے قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصولڈاک چھ آنہ (۶/)

مفصل حال دریافت کرنے کے لئے بڑی فہرست مفت منگا کر دیکھئے

نوٹ:- ہماری دوائیں ہر ایک دوکاندار اور ہمارے ایجنٹوں کے پاس ملتی ہیں دوا منگانے سے پہلے آپ اپنے مقام کے دوکانداروں سے دریافت کیجئے۔

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن — پوسٹ بکس ۵۵۴ — نمبرہ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ کی ضرورت ہے قواعد کے لئے درخواست کریں +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹۰

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر: قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر (۵) | مئی سنہ ۱۹۲۶ء مطابق شوال سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد (۲۵)

فہرست مضامین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا

اُردو رسالہ ریویو آف ریلیجنز

کی طرف

احباب کی خاص توجہ درکار ہے

متعدد مرتبہ عرض حال ہوچکا ہے اب فرداً فرداً بذریعہ خاص چٹھی کے احباب کرام سے عرض کیا ہے کہ اُردو ریویو کا فنڈ بہت کمزور ہو رہا ہے وجہ یہی کہ خریدار کم ہیں۔ ہر ممکن سے ممکن تخفیف عملہ میں حتیٰ کہ رسالہ کے حجم میں۔ کاغذ میں کی جاچکی ہے لیکن ابھی اخراجات آمد سے زیادہ ہیں۔ کیا احباب اپنے واحد رسالہ کو دجس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی کہ اسکے کم از کم دس ہزار خریدار ہوں۔ اور جس کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان بند کردیا) اسی حالت میں رہنے دینگے۔ اگر ایک ہزار خریدار اور ملجائے تو رسالہ بخوبی چل سکتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احمدیہ جماعت کے مخلصین اپنی جوان ہمتی سے کام لینگے اور مجھے بار بار کے تقاضا سے جو عادۃً نہیں بلکہ ضرورۃً مجبور ہوکر کیا جاتا ہے نجات دلائینگے ؎

مضحطات و مطائبات سرسید | قومی لطائف و ظرائف کے سلسلہ میں مضحطات و مطائبات سرسید حصہ اوّل و دوم حال ہی میں شائع ہُوا ہے در اصل یہ سرسید کے سوانح عمری ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں اور عام مسلمانوں کے حالات۔ جو نہایت دلچسپ ہیں۔ حجم حصہ اوّل ۱۹۲ صفحے حجم حصہ دوم ۱۴۲ دونو کی قیمت نصف کردیگئی ہے بجائے عہ کے ۱۲ر ملنے کا پتہ:۔ ستم ظریف بک ڈپو لاہور ؎

تبصرۃ الاطباء:۔ حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید کا پندرہ روزہ رسالہ ماشاء اللہ خوب آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ جو لوگ طبی مذاق یا ضرورت رکھتے ہیں۔ انکو یہ رسالہ ضرور منگوانا چاہیئے قیمت سالانہ تین روپے۔ پتہ:۔ شاہدرہ (لاہور)

حکیم حاذق:۔ حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ نے یہ رسالہ ماہواری شائع کیا ہے۔ لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ البتہ کاغذ اس درجہ کا نہیں۔ نہایت کارآمد مضامین طبی اور مجرب نسخے انگریزی یونانی دیئے جاتے ہیں حکیم صاحب کی مساعی جمیلہ قابل تشکریہ ہیں۔ سالانہ قیمت عہ پتہ:۔ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور ؎

الاستخلاف سنّی شیعہ کے مابین صرف قرآنی آیات سے فیصلہ کن رسالہ دوبارہ چھپوایا گیا ہے۔ اسکی قیمت ۴ر ہے احباب ٹکٹ ڈاک بھیجکر ایک جلد اور ۵ جلد ایک روپیہ پر علاوہ محصول ڈاک منگوا سکتے ہیں۔ تشحیذ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا جن پر علماء کفر کا فتویٰ لگا دیں
اُن کا قتل حکمِ اسلام ہے؟

یہ اصول نہایت ہی خطرناک ہے کہ ایسے لوگ جو اسلام کے تمام ارکان کے پابند ہوں مگر علماء اُن پر کفر کا فتویٰ لگا دیں کسی صورت میں چھوڑے نہیں جا سکتے ان کو ضرور قتل کر دینا چاہیئے۔ ہمارا تجربہ یہ بتا رہا ہے کہ اگر اس اصول پر عمل کیا جاوے تو بالکل امن و امان اُٹھ جائے اور ہزاروں خدا کے پیارے بے گناہ ارتداد اور کفر کے الزام پر ہمارے مولوی صاحبان کے فتاویٰ کی بناء پر قتل کیے جاویں۔ چنانچہ چند فتاوے ذیل میں نقل کرتا ہوں تا مولوی صاحبان کو معلوم ہو کہ اُن کے فتاویٰ کے رُو سے کن کن چیزوں سے کفر لازم آتا ہے اور اگر مولوی صاحبان کے پیشکردہ اصول پر پورے طور پر عمل کیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ایسے سب لوگوں کو قتل کیا جاوے کیونکہ یہ سب لوگ اسلام کے مدعی ہیں اور فتوے دینے والے علماء ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔

(۱) رجل تزوج امرءۃ بغیر شھود فقال الرجل والمرءۃ خدارا و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ المعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء۔ فکیف بعد الموت (فتاویٰ قاضی خان۔ جلد ۴ صفحہ ۲۶۹)۔

ایک شخص ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور مرد اور عورت دونو کہیں کہ ہم نے خدا اور پیغمبر کو گواہ کر لیا۔ ایسے شخص کی نسبت فتویٰ ہے کہ وہ کافر ہے کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔ حالانکہ جب وہ زندہ تھے تو وہ غیب نہیں جانتے تھے۔ اب موت کے بعد وہ کس طرح غیب کے جاننے والے ہو سکتے ہیں۔

(۲) مجوسی طلب من مسلم ان یعرض علیہ الاسلام فقال المسلم من نمیدانم۔ قالوا ان یکون کفرا (فتاوی قاضی علی خان جلد ۴ صفحہ ۴۷۰)

یعنی اگر ایک مجوسی ایک مسلمان سے یہ کہے کہ مجھے اسلام بتاؤ۔ اور وہ مسلمان یہ جواب دے کہ میں نہیں جانتا تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

(۳) رجل قال لغیرہ نماز کن فقال اے مرد نماز کردن سخت کار گران است بر من۔ قالوا یکون کفرا (فتاوی قاضی علی خان جلد ۴ صفحہ ۴۷۱)

یعنی اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کہے کہ نماز پڑھو اور دوسرا شخص جواب دے کہ نماز پڑھنا مجھے بہت بوجھل معلوم ہوتا ہے تو ایسے شخص کے متعلق بھی یہی فتویٰ ہے کہ وہ کافر ہے۔

(۴) من شک فی ایمانہ وقال انا مؤمن ان شاء اللہ فھو کافر عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۵۸۔

جس شخص کو یہ شک ہو کہ آیا وہ سچا مومن ہے یا نہیں اور وہ کہے کہ میں مومن ہوں اگر خدا چاہے تو ایسا آدمی بھی کافر ہے۔

(۵) من قال بخلق القرآن فھو کافر (عالمگیری جلد ۳۔ صفحہ ۱۸۲)

جو شخص کہے کہ قرآن شریف مخلوق ہے وہ بھی کافر ہے۔

(۶) من قال لا ادری صفۃ الاسلام فھو کافر (فتاوی عالمگیری جلد ۳۔ صفحہ ۱۵۹)

یعنی جو شخص یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام کی صفت کیا ہے وہ بھی کافر ہے۔

(۷) فلو قال از خدا ہیچ مکان خالی نیست یکفر ولو قال اللہ تعالیٰ فی السماء فان قصد بہ حکایۃ ما جاء فیہ ظاہر الاخبار لا یکفر وان اراد بہ المکان یکفر وان لم یکن لہ نیۃ یکفر عند الاکثر وھو الاصح وعلیہ الفتویٰ (فتاوی عالمگیری جلد ۳۔ صفحہ ۱۵۹)

یعنی اگر ایک شخص کہے کہ کوئی جگہ خدا سے خالی نہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے۔ پس اگر اس سے اُس کا صرف اتنا ہی مقصد ہو کہ جو کچھ اس بارہ میں بیان ہوا ہے اُسکو ظاہری طور پر بیان کر دے تو ایسا شخص کافر نہیں ہوتا۔ اور اگر اس سے اُسکی مراد مکان ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُس کی کوئی نیت نہ ہو تو وہ اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور یہی رائے زیادہ صحیح ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔

(۸) اذا قال خدا فروے بنگرد از آسمان او قال مے بیند او قال از عرش فهذا کفر عند اکثرهم (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳- صفحہ ۱۵۸-
یعنی جب ایک شخص یہ کہے کہ خدا تعالیٰ آسمان سے نیچے کی طرف نظر کرتا ہے یا یہ کہے کہ (خدا تعالےٰ آسمان سے نیچے کی طرف) دیکھتا ہے یا یہ کہے کہ عرش سے نیچے کی طرف دیکھتا ہے تو ایسا شخص اکثر علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔
(۹) لو قال انشاء الله ایں کار بکنی فقال من بے انشاء الله بکنم یکفر (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳- صفحہ ۱۶۰)
اگر ایک شخص دوسرے کو کہے کہ تو انشاء اللہ یہ کام کریگا اور وہ جواب دے کہ مَیں بغیر انشاء اللہ کے بھی یہ کام کرونگا تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔
(۱۰) وان رأى رجلا فى معصية وقال له الآخر الا تخاف الله فقال لا يصير كافرا لانه لا يمكن التاويل- (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۰)
اگر ایک شخص ایک آدمی کو کسی بدی میں دیکھے اور دیکھنے والا اسکو کہے کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا اور وہ جواب دے کہ نہیں تو جواب دینے والا کافر ہو جاتا ہے- کیونکہ اس قول کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی
(۱۱) لو قال المعدوم ليس بمعلوم الله يكفر (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۰)
اگر ایک شخص کہے کہ جو کچھ عدم میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے
(۱۲) لو قال لو كان فلان نبيا لما أومن به فقد كفر (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۰)
اگر ایک شخص کہے کہ اگر فلاں شخص نبی ہو تو مَیں اُسپر ایمان نہیں لاؤں گا تو ایسا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔
(۱۳) عن جعفر فيمن يقول آمنت بجميع الانبياء ولا اعلم ان آدم نبي ام لا- يكفر (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۰)
جعفر سے ایسے شخص کے بارہ میں مروی ہے کہ جو شخص کہے کہ مَیں تمام انبیاءؑ پر ایمان لاتا ہوں اور مَیں نہیں جانتا کہ آیا آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں- تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔
(۱۴) سئل عمن ينسب الى الانبياء الفواحش كعزمهم الى الزنا ونحو الذى يقوله الحشوية فى يوسف عليه السلام قال يكفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم (فتاوٰی عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۰)